INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

۳۲

۱۳ تا ۱۹ شعبان ۱۴۱۶ھ بمطابق ۵ تا ۱۱ جنوری ۱۹۹۶ء

اصلاح معاشرہ کے لئے بنیادی شرائط

وطن عزیز میں بے حیائی و فحاشی

ذرائع ابلاغ کا کردار

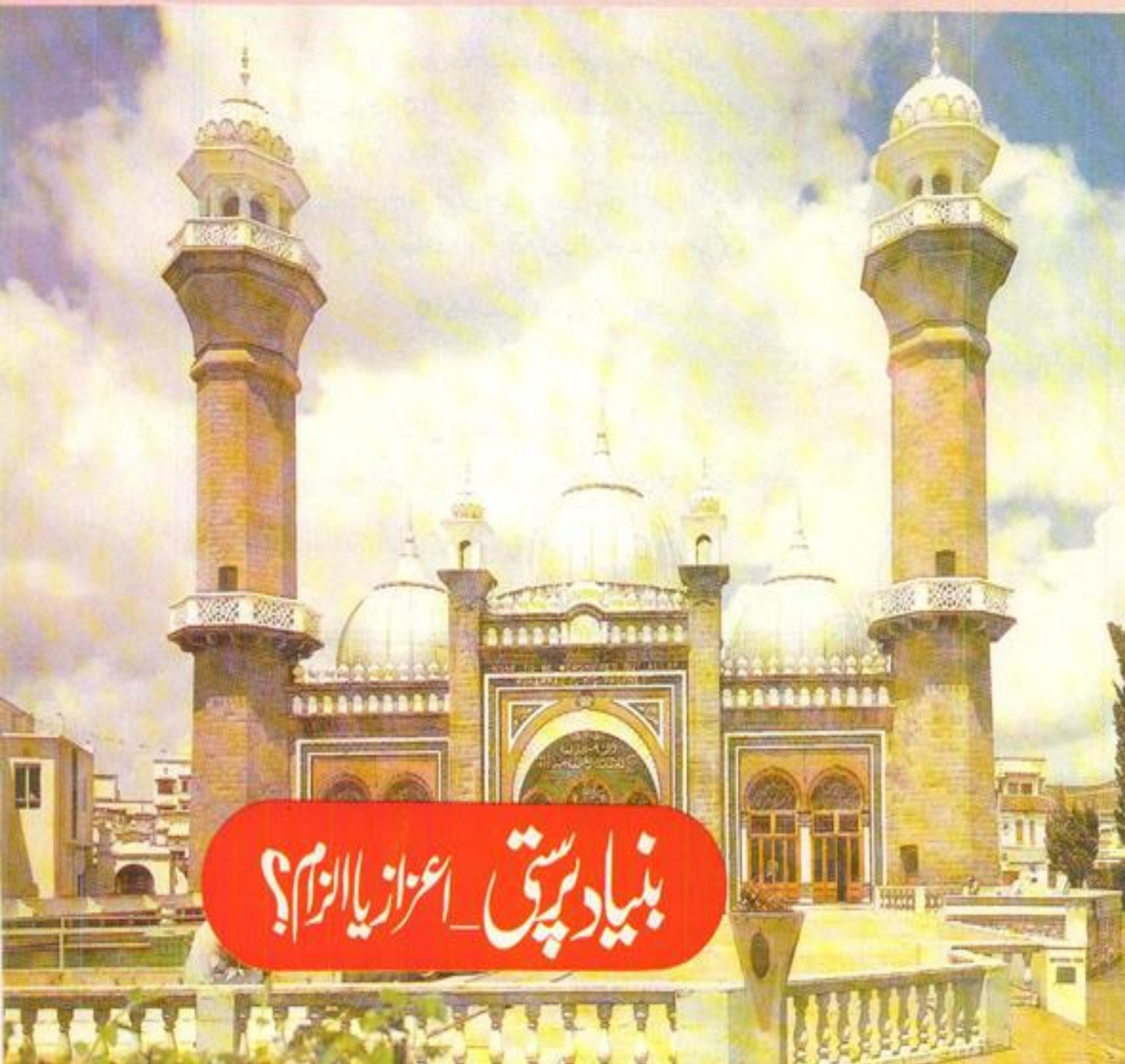

بنیاد پرستی ۔ اعزاز یا الزام؟

ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیر شریعت نمبر

(جلد دوم)

شائع ہو گیا ہے۔

* اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
* ایک تاریخ * ایک دستاویز * ایک داستان * خاندانی حالات * سیرت کے مجلا اوراق * خطابتی معرکے
* سیاسی تذکرے * بزم سے لیکر رزم اور منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک
* نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آواز ھدایت، جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

* خوبصورت سہ رنگا سرورق 576 صفات
* قیمت 300 روپے

ترسیل زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسئول، ماہنامہ نقیب ختم نبوت، دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون : ۵۱۱۹۶۱

کراچی میں ملنے کا پتہ: علامہ محمد اسلم شیخوپوری

مکتبہ حلیمیہ متصل جامعہ بنوریہ نزد سائٹ تھانہ کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد ۱۴
شمارہ ۳۲

۱۳ تا ۱۹ شعبان ۱۴۱۶ھ
مطابق ۵ تا ۱۱ جنوری ۱۹۹۶ء

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

اس شمارے میں

اداریہ	
اصلاح معاشرہ کے لئے بنیادی شرط	۴
بنیاد پرستی۔ اعزاز یا الزام	۶
احسن اور ازدواجی زندگی	۹
دامن عزیز میں بے حیائی و فحاشی	۱۳
عذاب شدید۔ مکافات عمل	۱۵
مرزا قادیانی کی خوراک	۱۶
حضرت عیسیٰؑ	۱۸
	۲۰

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر ○ مولانا منظور احمد حسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
عبداللہ ملک

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین
ارشد دوست محمد

اندرون ملک چندہ
سالانہ [illegible] روپے
ششماہی ۷۵
سہ ماہی ۴۵ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۰ ڈالر ○ یورپ اور افریقہ ۳۰ ڈالر
○ متحدہ عرب امارات و انڈیا ۲۰ ڈالر
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت ــ الائیڈ بینک حضوری باغ ملتان برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۳۲ کراچی پاکستان ارسال کریں

قیمت ۳ روپے

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 514122

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر عبدالرحمن باوا | طابع سید شاہد حسن | مطبع القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت ۱۰۲، ایبز رینالڈ روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

قادیانیوں کی وطن دوستی!

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

قادیان ضلع گورداسپور بھارت میں "قادیانی مذہب" کی جنم بھومی ہے۔ ملت اسلامیہ کے خلاف سازشوں کے نئے جال پھیلانے کی غرض ہر سال قادیانیوں کے "ربوہ" پاکستان میں اجتماع پر پابندی عائد ہو جانے کے بعد قادیانی امت نے اپنے انگریز آقاؤں کے دامن میں پناہ لے لی۔ اسلام آباد کے نام سے لندن کے مضافات میں اپنا نیا مرکز قائم کرلیا۔ مرزا طاہر کے پاکستان سے فرار ہونے کے بعد لندن کے مضافات میں سالانہ اجتماع قادیانیت بھی منعقد کرنے لگے۔ چند سالوں سے بھارتی حکومت کی نظر التفات قادیانیوں کی طرف متوجہ ہوئی۔ بھارت میں حکومتی تعاون سے بہت سے علاقوں میں قادیانیت کے پرچار کرنے کے لئے دفاتر و مراکز قائم کرد یئے گئے۔ دسمبر۱۹۹۵ء کے آخری تاریخوں میں قادیان میں دوسرا سالانہ قادیانی اجتماع ہوا جو تین دن جاری رہا۔ اس اجتماع کی کارروائی اخباری اطلاعات کے مطابق سیٹلائٹ کے ذریعہ پوری دنیا میں ٹیلی کاسٹ کی گئی۔ پاکستانی اخبارات نے اس اجتماع کی کارروائی کو مجموعی طور پر نظر انداز کردیا۔ مرزا طاہر کی طرف منسوب یہ خبر البتہ خصوصیت سے شائع کی گئی:

ربوہ (نمائندہ جنگ) جماعت احمدیہ کے مرکز اول "قادیان" (بھارت) میں تین روزہ سالانہ عالمی جلسہ مرزا طاہر احمد کی اختتامی خطاب کے بعد ختم ہو گیا جلسہ کی تین روزہ ساری کارروائی سیٹلائیٹ کے ذریعے براہ راست ساری دنیا میں ٹیلی کاسٹ اور نشر کی گئی اور مرزا طاہر احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ پاکستان سے بھارت آنے والے قادیانیوں سے بعض بھارتی احکام یہ سوال کرتے ہیں کہ بتاؤ پاکستانی حکومت وہاں احمدیوں کے ساتھ کیا سلوک کررہی ہے؟ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ بظاہر بے ہودہ روانہ سوال کے پیچھے ان کا ایک خاص مقصد پوشیدہ ہوتا ہے اس لئے میں ایسے تمام قادیانیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب بھی کوئی ایسا سوال کرے تو آپ انہیں بتائیں کہ ہمارے ساتھ پاکستان میں جو کچھ ہورہا ہے وہ ہمارا اور ہماری حکومت کا معاملہ ہے ہمیں کسی کی ہمدردی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں بلکہ آپ انہیں پوچھیں کہ ان کی حکومت بھارت میں رہنے والے مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے ساتھ کیا سلوک کررہی ہے۔ (روزنامہ جنگ ۳۰ دسمبر ۱۹۹۵ء)

قادیانی مذہب کا خمیر "کذب و مغالطہ" کی آمیزش سے اٹھایا گیا ہے۔ اس لئے مرزا طاہر نے گربہ مسکین بن کر اپنی جماعت کی معصومیت و مظلومیت کا تاثر قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ قادیانیوں پر پاکستان میں بہت ظلم ہو رہا ہے مگر قادیانیوں کو وطن دوستی کا اتنا پاس ہے کہ بقول مرزا طاہر یہ ہمارا اندرونی معاملہ ہے' بھارتی حکومت مسلمانوں پر کیوں ظلم کر رہی ہے؟

یہ چند جملے کذب و مغالطہ کے ساتھ فریب دہی کے غماز ہیں۔ قادیانی مذہب کی بنیاد ہی اس عقیدے پر اٹھائی گئی ہے کہ (انگریزوں کی تحریص و ترغیب پر) غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا جو دعویٰ کیا تھا اس کو کذاب ماننے والے قادیانی مذہب کی رو سے مسلمان نہیں رہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی یہی اعلان کرتے کرتے مقام حساب کی طرف چلا گیا اور اس کے جانشین ستاسی سال سے یہی ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں۔ ظفر اللہ خان قادیانی نے پاکستان کے قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں محض اس بنا پر شرکت نہیں کی کہ جنازہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ پڑھا رہے تھے اور قائد اعظم قادیانی عقائد حلقہ بگوش نہیں ہوئے تھے۔ عدم شرکت پر برملا یہ اعلان کیا کہ مجھے مسلمان حکومت کا غیر مسلم وزیر سمجھ لو یا غیر مسلم حکومت کا مسلمان وزیر"۔ مسلمانوں کے بارے میں ایسی رائے رکھنے والے گروہ یا جماعت کو بھارتی مسلمانوں پر مظالم کا تذکرہ کیونکر زیب دیتا ہے؟ اور اگر مرزا صاحب کی مراد ہندوستان میں قادیانی گروہ کے افراد سے ہے تو ان کو نہ صرف بھارت میں پھلنے پھولنے اور اپنے مذہب کی اشاعت میں مکمل بھارتی تعاون حاصل ہے بلکہ مسلمانوں کے مقابلہ میں بھارتی ہندوؤں نے قادیانیوں کی حوصلہ افزائی کی روش اختیار کرکے ہر طرح سے اس گروہ کو مراعات دے رکھی ہیں۔ انہی میں سیٹلائٹ کے ذریعہ قادیانی نشریات کی اجازت بھی شامل ہے۔

قادیانیوں کی وطن دوستی ضرب المثل حیثیت رکھتی ہے۔ ۱۸۵۷ء میں برصغیر ہند میں مسلمانوں نے آزادی کی جنگ شروع کی تو مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے "وطن" پر انگریزوں کا تسلط قائم کرنے میں بھرپور تعاون کیا۔ دیگر امور کے علاوہ پچاس گھوڑے مع زندہ سواروں کی انگریز کی مدد کے طور پر دیئے۔ جنہوں نے مسلمانوں کا خون بہانے میں انگریزوں کا بھرپور ساتھ دیا۔ خاندانی طور پر مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کا مقدس فریضہ ادا کیا۔ اور "وطن" کو بدیسی انگریز کافروں کی غلامی کے چنگل میں جکڑنے میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دینے پر ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا۔ شومئی قسمت انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنا پڑا تو پاکستان کا مطالبہ حقیقت کا روپ دھارنے لگا۔ مرزا محمود کی نگرانی میں بین الاقوامی ماہرین جغرافیہ کا تعاون سے ضلع گورداسپور اور ملحقہ علاقے پاکستان سے کاٹنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ کشمیر کو ایک مسئلہ بنانے کی یہ بڑی خوب صورت چال تھی۔ پاکستان کا وجود دنیا کے نقشے پر ابھر آیا۔ قادیانی خاندان اپنے حواریوں سمیت یہاں پہنچ گئے۔ پنجاب کے انگریز گورنر کی مہربانی نے "ربوہ" کا علاقہ قادیانیوں کی سازشوں کے لئے مخصوص کر دیا۔ ۱۹۶۵ء کی بڑی جنگ جنرل اختر قادیانی کی کوششوں سے پاکستان پر مسلط کر دی گئی۔ تاشقند معاہدے نے پاکستان کے قیمتی علاقے وطن کو واپس دلائے۔ کراچی کے بعد کہوٹہ کے ایٹمی مرکز کی تباہی کے لئے جاسوسی کا جال بچھایا گیا جو بروقت گرفت میں آ گیا۔ ایم ایم احمد کی مہربانی سے مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ذریعہ پوری دنیا میں قادیانیوں کی مظلومیت اور حکومت پاکستان اور مسلمانوں کے مظالم کا ڈھنڈورہ پیٹا گیا۔ مرزا طاہر نے امریکی سینٹروں کو حکومت پاکستان پر دباؤ ڈالنے پر آمادہ کیا اور سابق گورنر سندھ کے بھائی یوسف ہارون کو اسی مقصد کے لئے استعمال کیا گیا۔ پاکستان میں توہین رسالت کو مسلمانوں کی دل آزاری کا کھیل سمجھ کر تسلسل کے جاری رکھا اور اپنے زیر اثر جمعدار عیسائی لڑکوں اور لڑکیوں کو بھی اس کھیل میں شامل کر لیا۔ اور وطن عزیز میں جاری موجودہ دہشت گردی کی اگر غیر جانبدارانہ تفتیش کی جا سکتی تو قادیانی دفاتر و مراکز میں تیار کردہ تمام جال نظر آ جاتے۔ مرزا طاہر کی کراچی کو بیروت بنانے کی دھمکی تو کھلی بات ہے۔ اس تناظر میں مرزا طاہر کے مذکورہ بیان کو پاکستانی اخبارات میں شائع کرنے کا واحد مقصد پاکستانی عوام کو اپنی مظلومیت کا فریب دینے کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ اور مظلومیت کیا ہے؟ کہ نیا نبی بنا کر نئی شریعت والی نئی امت قادیانیہ کو مسلمانوں نے قانونی طور پر بھی امت مسلمہ سے علیحدہ کر دیا ہے اور اب یہی مطالبہ ہے کہ قادیانی اپنا علیحدہ تشخص اپنائیں اسلامی اصطلاحات جو صرف مسلمانوں کا حق ہے اپنے لئے استعمال نہ کریں جیسا کہ بہائیوں نے اسلام کو چھوڑ کر اپنے الگ تشخص اور اصطلاحات کو اختیار کر لیا ہے۔ قادیانیوں کا مسلمانوں سے کوئی الجھاؤ نہیں رہے گا۔

ملفوظات عارفی

اصلاح معاشرہ کے لئے بنیادی شرط

ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ نے رفیع ہاشمی صاحب سے کہا تھا کہ آج کل ایک رواج اور رسم یہ ہو گئی ہے کہ چند لوگ اور محلّہ والے جمع ہو جاتے ہیں اور قرآن خوانی وغیرہ کرتے ہیں اور ایسے اجتماع کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ یہ کچھ اچھی رسم نہیں ہے اور بہتر صورت نہیں ہے اسلام اس کا نام نہیں ہے اس کی ذرا وضاحت فرماویں۔

فرمایا کہ پتہ نہیں کہ اس وقت کیا بات چل رہی تھی اصل بات یہ ہے کہ اصلاح نفس ہونی چاہئے آپ ان اجتماعات اور رسم و رواج وغیرہ اور سیرت کے جلسوں کی خوبیاں اور نقصانات بیان کرکے دیکھ لیں تو پتہ چل جائے گا کہ اس کے مضرات کتنے ہیں۔ جہاں تک بزرگوں سے سنا ہے اور ہماری سمجھ میں آیا ہے ہر وہ چیز ایجاد کرنا دین سمجھ کر جس پر بزرگوں کا عمل نہ ہو اور صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو تو کام تو اگرچہ اچھا اور نیک ہے لیکن زمانہ فساد کا ہے اس میں فساد کا موجب زیادہ ہے۔ محلوں میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چند لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور قرآن شریف پڑھ کر دعا کرتے ہیں' اسی طرح عورتیں جمع ہو کر اجتماع کرتی ہیں اور قرآن شریف پڑھتی ہیں اس میں مفسدہ زیادہ ہے۔ پڑھیں گی کم۔ پہلے عقیدت مندی سے آئیں گی پھر وہ عادت بن جائے گی کہ ایک کام کرنا ہے اور پھر عادۃً آئیں گی اور وہ جذبہ عقیدت ختم ہو جائے گا اس کے بعد غیبت اور آپس میں تقابل شروع ہو جائے گا اور مفسدہ پیدا ہو جائے گا۔ جب شریعت میں اس کام کا حکم نہیں آیا تو کیوں کریں۔ کہتے ہیں کہ برکت ہوتی ہے بے شک ٹھیک ہے قرآن مجید سننے سے برکت ہوتی ہے لیکن اس سے مقصد کیا ہے انفرادی برکت یا پڑھنے والوں کی برکت۔ انفرادی برکت اور نفع مقصود ہے تو اپنا گھر میں بھی قرآن شریف پڑھ سکتے ہیں اجتماع کی کیا ضرورت ہے اپنا گھر میں پڑھتے تو برکت ہوتی۔ پھر ان میں انہماک کرنے سے اور کتنے مفسدہ پیدا ہوتے ہیں ذہن میں یہ بات آجاتی ہے کہ ہم تو نیک کام کرتے ہیں پھر اس کے ساتھ دوسرے غلط دائیے شروع ہو جاتے ہیں مثلاً" درود و سلام اور دیگر دوسری بدعات تو جو چیز بزرگوں سے منقول نہیں اس میں مفسدہ کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے اسی لئے علماء کرام نے اس سے منع کیا ہے۔

مفتی محمد جمیل خاں

ایک شخص نے اعتراض کیا کہ محلے والے آپس میں ایک دوسرے ملتے نہیں ہے اجنبیت رہتی ہے اس اجنبیت کو دور کرنے کے لئے اور آپس میں انسیت پیدا کرنے کے لئے ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں حالات معلوم کرنے کے لئے اب جب جمع ہوں گے تو لہو و لعب سے بچنے کے لئے محفل قرآن کر لیتے ہیں تاکہ اجتماع بھی ہو جائے اور انسیت پیدا ہو جائے اور ثواب بھی مل جائے تو فرمایا کہ

شریعت مطہرہ نے اس کا بھی بندوبست کر دیا ہے کہ پانچ وقت کی نماز میں جماعت کا اہتمام ہو جائے کہ آپس میں ایک دوسرے کے حالات معلوم ہوں اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہیں اور اجنبیت ختم ہو اور ملاقات سے انسیت پیدا ہو۔ پھر ان محافل کے اندر نام و نمود اور ریاکاری اور دوسروں کی خوشنودی زیادہ ہوتی ہے اور اخلاص ختم ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ مخواہ دوسروں پر بوجھ خاص کر عورتوں پر پڑتا ہے کہ پھر ان محفلوں کے بعد کھانا پینا بھی ہوتا ہے اور تمہاری اس نفل کی سزا عورتیں بھگتیں کہ تمہارے کھانے کا بھی بندوبست کریں۔

اس سے انکار نہیں کہ کلام اللہ سے وابستگی میں مسلمانوں کے لئے بڑے درجات ہیں۔ مگر جس طرح میلے کپڑے پر عطر لگانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اسی طرح کلام اللہ پڑھنے سے مقصود اخلاق اور اعمال اور حالات اور معاشرہ کی درستگی ہے' اور یہ مقصود ہے شریعت کا۔ غور کریں اخلاق کے درست نہ ہونے سے تمام اعمال اور شریعت کے احکام خراب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ اور حکمت بتاتے ہیں اور تزکیہ نفوس کرتے ہیں یعنی نفس کے رذائل کو پاکیزہ کرتے ہیں یہ بنیادی چیز ہے حضور ﷺ کے عہد کے کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کے اخلاق عیش و عشرت کی بناء پر بگڑنے شروع ہو گئے۔ مسلمان تصور نہیں کر سکتے تھے جھوٹ بولنے اور دھوکہ بازی کرنے کا اور یہ جملہ "تم کو خدا کا خوف نہیں ہے" مسلمانوں کی تنبیہ کے لئے کافی ہوتا تھا۔ یہ مسلمانوں کے اخلاق تھے۔ جب اخلاق گرنے لگے تو بزرگوں نے شریعت اور طریقت بتانی شروع کر دی اور شریعت اور طریقت دو الگ الگ چیزیں ہو گئیں تو آج کل یہ چیز زیادہ مضر ہے کہ ہمارے اخلاق صحیح نہیں ہیں رذائل موجود ہیں۔ ہمارے اندر اچھی اور بری خیر اور شر دونوں کی خصلتیں موجود ہیں اچھی خصلت اور اچھے جذبات کو ابھارنے کے مواقع بہت کم ہیں یہ اس وقت کے چند لمحات ہیں کہ اچھے جذبات ابھریں اور اللہ اور اللہ کے رسول کی باتیں کرنے کی [illegible]

شر اور برائی کے محرکات بہت زیادہ اس لئے ہماری طبیعتیں شر سے متاثر ہوجاتی ہیں تو اگر نیت ہو اللہ کے کلام کی محفل سے اخلاص اور نیکی تو یہاں تک درست ہے اور ٹھیک ہے لیکن ہمارے اندر حسد' کینہ حب جاہ اور دیگر رذائل زیادہ ہیں تو محفل قرآن کے ختم کے بعد یہ دوسرے جذبات ابھریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق ایک دوسرے کی تضحیک ایک دوسرے کی غیبت اور برائی وغیرہ شروع ہوجائے گی تو ہمارے اندر یہ جذبات تو موجود تھے اب موقع آیا تو ابھر گئے اس لئے عارفین دین نے فرمایا کہ چیز تو اچھی ہے لیکن مختلف جذبات والے لوگ جمع ہوجائیں تو اس سے یہ مضرات شروع ہوں گے۔ کسی کے مزاج میں حرص اور ہوس اور غصہ ہے اور حب جاہ اور کبر اور ریا ہے یہ نفس کے رذائل کہلاتے ہیں اس کے ساتھ پیار و محبت و دل سوزی سچائی بھی سب میں موجود ہیں لیکن اچھے جذبوں کے محرک کم ہیں تو اب ہمارے سامنے جب کوئی سائل آتا ہے تو اصولاً" دل سوزی اور محبت کا جذبہ ابھرنا چاہئے لیکن پیشہ ور اور مکار وغیرہ کا برا جذبہ ابھرتا ہے تو ماحول نے اچھا جذبہ ابھرنے نہیں دیا اور بد ظنی اور بدگمانی اور حب مال کا جذبہ ابھار دیا ان حالات سے روزانہ سابقہ پڑتا ہے تو ایسی حالت میں معاشرہ کیسے صحیح ہوگا۔

اسلام کے چار جزئیات ہیں۔ عقائد' اعمال' معاشرہ اور اخلاق۔ اگر اخلاق درست نہ ہوں تو معاشرہ صحیح نہیں ہوسکتا۔ اب دیکھئے کپڑا انسان کی حاجت اور ضرورت کی چیز ہے اب اس کو اگر دوسرے کے دکھانے کے لئے پہنے تو اپنی حاجت کی چیز کو خود پسندی اور ریاکاری کی بنا پر برباد کردیا اگر ہر چیز کے اندر ریاکاری خود پسندی حب جاہ اور فریب دہی کریں تو معاشرہ کیسے صحیح ہوگا جس سے معاملہ کریں گے بدگمانی کریں گے اپنا نفع زیادہ دیکھیں گے چاہے دوسرے کا نقصان ہو۔ دفاتر بھی دیکھیں تو تکبر اور مستی ہی نظر آئی گی' ہر ایک فرعون بنا بیٹھا ہے دوسروں کو نقصان پہنچانے کی نیت کرکے بیٹھے ہیں اور رشوت خوری کریں گے تو کیسے دفاتر کا ماحول اور تجارت ٹھیک ہو۔ مخلوط تعلیم عام ہے جذبات کا میل جول ہے کون سا اخلاقی دباؤ ہے کہ ان کے جذبات خراب نہ ہوں۔ تو کیسے معاشرہ صحیح ہوگا؟ چنانچہ دباؤ اور خوف نہ ہو تو ہر چیز بگڑتی ہے۔ یہ نفس کے رذائل ہر جگہ خرابی کے محرکات ہیں اسی طرح عبادات بھی انہیں رذائل سے' نفسانیت اور ریاکاری سے خراب ہورہی ہیں' اور بدعات اور فرقہ بندی اسی وجہ سے ہورہی ہیں تو جب تمام چیزیں خراب ہوگئیں تو ایمان ضعیف ہوگیا۔

ایمان کی قوت منحصر ہے اخلاص پر' تو اخلاص کہاں سے آئے گا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر تم کو عبادات میں لطف آئے تو ٹھیک ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس عبادت کا مصرف کیا ہے؟ اس ثواب کا جو حاصل کیا اس کا مصرف کیا ہے؟ جس طرح تجارت سے نفع کمایا تو بتاؤ اس کمائی کا مصرف کیا ہے۔ کیا اس لئے روپیہ ملا کہ شادی کے اسراف اور فضول رسم و رواج پر ختم کردیں۔ ایک مسئلہ بھی سنو کہ اگر کسی شخص کو یہ پتہ چلے کہ قرض لینے والا شادی کے اسراف اور رسم و رواج کے لئے قرض مانگ رہا ہے تو قرض دینا جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں گناہ میں معاون اور مددگار بن جائے گا تو سوال یہ ہوتا ہے کہ اس روپیہ کو اللہ کی اطاعت میں کتنا خرچ کیا اور نفسانیت پر کتنا خرچ کیا تو اصل چیز یہ دیکھنی ہے کہ اس کا مصرف کیا ہے اگر مصرف صحیح نہیں ہے تو تمام آمدنی خراب اور بیکار اگرچہ آمدنی حلال ہی ہو۔ اور اگر اللہ کی اطاعت کے مطابق مصرف ہو تو برکت والی آمدنی اور اگر نفسانیت اور حب جاہ اور تکبر کے لئے ہو تو یہ حصول آمدنی بھی دوزخ کا سامان ہے۔ اسی طرح عبادات' قرآن مجید کی تلاوت ذکر اللہ نمازیں پڑھیں اس میں ثواب ملا اور بہت زیادہ مقدار میں ثواب ملا کیونکہ فجر کی دو رکعت سنتوں کا ثواب دنیا و ما فیہا کے برابر ہے تو فجر کی سنتوں سے لے کر اشراق تک عبادت کی ثواب کا اندازہ لگالیں' اربوں کھربوں کی مقدار میں ثواب کمایا۔ اب صرف کرنے کا وقت آیا اس ثواب کا مصرف کیا ہے اب امتحان گاہ میں چلو۔ دیکھو اہل و عیال کے ساتھ کیا معاملہ ہے تمہارا۔ صحیح پرورش اور نگرانی کررہے ہو اور بیوی اور بچوں اور والدین تمام کے حقوق صحیح ادا کررہے ہو یا نہیں اللہ کے حکم اور حدود کے اندر ادا ہورہے ہیں یا نہیں۔ اگر ادا ہورہے ہیں تو اللہ کا شکر مصرف صحیح ہے اور اگر ادا نہیں ہورہے تو اس سرمایہ ثواب کے کیا فائدہ ثواب کے حصول کا فائدہ اور مصرف اللہ کی رضاجوئی اور نیکی اور خلوص ہے اگر یہ چیزیں عبادت کے بعد حاصل ہیں تو ٹھیک ورنہ تو ایک عادت ہے عبادت نہیں بیکار ہے۔ بازار اور دفاتر کے اندر ایمان کا روح رواں حسن اخلاق اور خلوص ہے یا نہیں؟ کسی کے ساتھ بدگمانی اور ایذاء کا سبب بن رہے ہو تو کیا اللہ کی رضا حاصل کی کہ اس کی مخلوق کے ساتھ صحیح معاملہ نہیں کررہے تو صبح کی عبادات اور ثواب کا آپ نے تمام دن کیا مصرف کیا اس عبادت کا یہ ماحصل تمام دن معاشرہ کے اندر سامنے آنا چاہئے ورنہ وہ سرمایہ اور ثواب کسی کام کا نہیں تو معلوم ہوا کہ سب سے پہلے اخلاق درست کرنا چاہئے۔ ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا مرتبہ عطا فرمایا ہے ہم کو بھی ایسی باتیں بتائیں کہ ہم بھی اس پر عمل کرکے آپ جیسے ہوجائیں فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ رہو تو بتائیں گے کچھ عرصہ کے بعد فرمایا کہ دو باتیں اختیار کرو ہمارے جیسے ہوجاؤ گے۔ ایک جھوٹ نہ بولو دوسرا نرمی اختیار کرو تو ہر اچھی خصلت ضرور اثر کرتی ہے۔ آج کل کی دینی اور دنیاوی درس گاہوں میں علوم تو پڑھائے جاتے ہیں لیکن اس کا مصرف نہیں بتایا جاتا اخلاق اور ادب بالکل نہیں سکھایا جاتا ہمارے زمانہ میں اگرچہ اساتذہ انگریز اور ہندو غیر مسلم تھے لیکن علم سے زیادہ اخلاق پر زور دیتے تھے اور پڑھائی پر سزائیں کم ملتی تھیں۔

اکثر سزائیں غیر اخلاقی حرکات پر دی جاتی تھیں آج کل کی تعلیم گاہوں میں اخلاق کا فقدان ہے تو خانقاہیں بنانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ اخلاق کی درستگی کی جائے اب اخلاق کی طرف توجہ ہی نہیں ہے حالانکہ تمام قرآن مجید اخلاق کے بیان سے بھرا پڑا ہے۔ حیا کے متعلق آتا ہے حیا نصف ایمان ہے۔ جس کا حیا ختم اس کا ایمان ختم۔ حسن خلق جس کا نہیں اس کا ایمان نہیں۔ اب اپنے معاشرہ کا جائزہ لیجئے ان دونوں چیزوں کا کتنا فقدان ہے اگر معاشرہ سے یہ تمام رذائل ختم ہو جائیں تو معاشرہ میں نور پیدا ہو گا اور ایمان قوی ہو گا تو اعمال صالح آئیں گے۔ معاملات اعمال اخلاق اور عقائد چاروں شعبوں سے آئیں گے۔ بعض دفعہ ایک رذیلہ کی بناء پر انسان کی تمام زندگی کی عبادات اور افعال خراب ہو جائے ہیں اس لئے زور دیا کہ اپنے اخلاق درست کرو اور اپنے عیب پر نظر رکھو اور اس کا اندازہ کرو معاملہ کیا ہے غیبت تو نہیں ہے غیبت بڑی سبق آموز چیز ہے انسان اپنے کسی عزیز کی برائی کرتا ہے کہ اس میں یہ بری خصلت ہے یہ برائی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ چیزیں اس میں نہیں ہونی چاہئیں برائی تو کر دی لیکن یہ نہیں سوچا کہ کہیں یہ برائی خود اس کے اپنے اندر تو موجود نہیں ہے اگر اس کے اپنے اندر یہ چیز نہ ہوتی تو دوسرے پر بھی اس کا گمان نہیں کرے گا۔

ملا جیون رحمتہ اللہ ایک بہت بزرگ تھے بادشاہ جہانگیر کے استاد تھے ایک دفعہ اس کے وزیر نے ارادہ کیا کہ ایک جگہ پل بنایا جائے اس موقع پر ملا جیون صاحب بھی بادشاہ کے پاس آئے ہوئے تھے بادشاہ چونکہ شاگرد تھا انہوں نے ان کو کچھ انعام و اکرام کے طور پر روپے دیئے ملا جب واپس اپنے گاؤں آگئے وہاں کے چند بدمعاشوں نے سوچا کہ ملا کے پاس مال آیا ہے کسی طرح بٹورنا چاہئے وہ لوگ ملا صاحب کے پاس گئے اور ان کے پاس جا کر خوب روئے کہ لوگ تکلیف اور مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ ملا صاحب نے پوچھا کہ کیا ہوا کہ بادشاہ کا وزیر پل بنانا چاہتا ہے اب اس کا ارادہ ہے کہ ہمارے دریا پر سے پل اٹھا کر اس متعین جگہ پر رکھ دیا جائے اس سے لوگوں کو سخت پریشانی ہے۔ ملا صاحب نے فرمایا کہ اب کیا کیا جائے میں بادشاہ کے اس جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تکلیف کی کیا ضرورت ہے آپ کچھ مال دے دیجئے ہم ان کو مال دے کر راضی کریں گے کہ وہ روپے لے لیں اور اس ارادہ سے باز آجائیں۔ ملا صاحب نے روپے دے دیئے۔ صبح لوگوں کو پتہ چلا کہ ایسا واقعہ ہوا ہے تو انہوں نے ملا صاحب سے کہا کہ بھائی مٹی کا پل بھی کبھی اٹھا کر لے جا سکتے ہیں کہ آپ نے روپے دے دیئے۔ ملا صاحب نے فرمایا کہ بھائی خیال تو مجھے بھی آیا تھا لیکن پھر میں نے سوچا کہ مسلمان بھی کبھی جھوٹ بول سکتا ہے؟ تو چونکہ خود کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے تھے اس لئے دوسروں پر بھی جھوٹ کا گمان نہیں تھا۔ تو انسان اگر اپنی برائیوں پر نظر رکھے تو کبھی دوسروں کی غیبت نہیں کرے گا۔ ایک شخص اپنے کسی عزیز کی غیبت کر رہے تھے۔ سننے والے نے کہا کہ وہ شخص بھی آپ کے متعلق یہی کہہ رہے تھے یہ صاحب خوب غصہ ہوئے کہ وہ ایسا کہتا ہے میں یہ کر دوں گا تو اس شخص نے کہا کہ میں ابھی اس کو جا کر کہوں کہ تم اس کے متعلق ایسے کہہ رہے تھے تو وہ بھی جھگڑے لگیں گے۔ تو اس غیبت کی بناء پر خاندان میں جھگڑے ہوتے ہیں تو ہر شخص کے اندر برائی کا جذبہ موجود ہے محرک سامنے آئے گا تو وہ جذبہ ابھرے گا اور سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ آدمی یہ سمجھنے لگے کہ میرے اندر کوئی برائی نہیں ہے۔ تو اگر معاشرہ کی اصلاح کرنی ہو تو بزرگوں کی رائے ہے کہ اپنے نفس کے تمام رذائل کو ختم کر دے۔ ایک وکیل صاحب تھے بہت عقل مند اور ذہین اور وسیع مطالعہ والے تھے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلقین میں سے تھے اور حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے خط و کتابت بھی ہے ایک دفعہ انہوں نے حضرت کو ایک طویل خط لکھا کہ میں صرف برائے نام مسلمان رہ گیا ہوں میں حقیقت میں توحید اور رسالت اور کتاب اللہ اور قیامت کسی کا قائل نہیں ہوں اور بعض دفعہ اس کا اتنا غلبہ ہو جاتا ہے کہ مذہب چھوڑنے اور مسلمانوں سے نفرت اور عیسائی اور دہریہ ہو جانا چاہتا ہوں اور تمام عبادات کو بیکار سمجھتا ہوں لیکن ان تمام باتوں کے باوجود نماز اور تہجد اور کلام اللہ کی تلاوت اور آپ سے خط و کتابت نہیں چھوڑی اور اس عرصہ میں آپ سے ملاقات بھی ہو گئی اور یہ تمام چیزیں فرض کر کر نہیں کیں بلکہ ایک عادت اور معمول ہو گئیں ہیں اس لئے عادت خیالات فاسدہ کے باوجود اس کو ترک نہیں کیا اب اتنی مدت کی کاوش کے بعد کہ یہ دو متضاد خیالات کیوں پیدا ہو رہے ہیں اس کے اسباب جاننے کے لئے جائزہ لینا شروع کیا (آپ کا ارشاد ہے کہ نفس کا ہر وقت محاسبہ اور جائزہ لینا چاہئے) کہ کیوں اسلام کو چھوڑنا چاہتا ہے تو پتہ چلا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ میرے اندر ایک رذیلہ یعنی بخل حد سے زیادہ موجود ہے کہ میں نے کبھی زکوٰۃ ادا نہیں کی اور صدقہ اور خیرات نہیں دیتا ہوں اور مال خرچ کرتے ہوئے میری جان نکلتی ہے تو پتہ چلا کہ میرے تمام عقائد و اعمال اور اخلاق کی خرابی کی جڑ یہ بخل ہے اس کی وجہ سے میرے عقائد کے اندر اس قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں پھر میں نے اس سے توبہ کی اور اپنے نفس پر بہت جبر کر کے صدقہ اور خیرات کرنا شروع کیا اور تمام سابقہ زکوٰۃ ادا کی اور جب اس پر ایک سال گزر گیا تو میری آنکھیں کھل گئیں اور توحید اور اللہ کی محبت اور حضور ﷺ کی محبت غالب آگئی اور خیالات فاسدہ تمام ختم ہو گئے۔ اب اپنے سابقہ وقت پر نظریں کرتا ہوں تو ایک رذیلہ کی بناء پر میرے تمام اعمال عقائد اور اخلاق تباہ ہو رہے تھے۔ ایک رذیلہ کے دور ہونے سے تمام چیزوں میں نور اور اچھائی آگئی تو دوستوں ایک رذیلہ کی بناء پر تمام نیکیاں خراب و برباد ہو جاتی ہیں اور زندگی کا ظاہر اور باطن خراب ہو جاتا ہے۔ تو دوسروں کے عیب دیکھنا بری

باقی صفحہ ۱۰ پر

صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی

بنیاد پرستی ـــ اعزاز یا الزام؟

گزشتہ کچھ عرصہ سے امریکی اور یورپی ذرائع ابلاغ ان گروہوں یا افراد کو "جو اسلام کو ایک مکمل' جامع اور انقلابی "نظام حیات" کے طور پر مانتے ہیں ایک خاص اصطلاح سے یاد کر رہے ہیں اور وہ ہے "فنڈامنٹلسٹ" کی اصطلاح ہے' جسے ہمارے اخبارات و جرائد "بنیاد پرست" لکھ رہے ہیں' جسے یورپ تو کم از کم ہمارے حق میں ایک گالی سمجھتا ہے لیکن ہمارے اخبارات و جرائد اور بعض نام نہاد روشن خیال دانشور اور راہنما اسے اپنے اوپر ایک الزام ضرور قرار دیتے ہیں اور اس کی تردید میں قولاً اور عملاً" یہ باور کرتے ہیں کہ ہم "بنیاد پرست" نہیں بلکہ سیدھے سادے مسلمان ہیں حتیٰ کہ وزیر اعظم تک اس سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔

یورپ اور امریکہ راسخ الاعتقاد مسلمانوں کو "بنیاد پرست" کہہ کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ یہ لوگ ذہنی طور پر ازمنہ وسطیٰ کے رہنے والے' تاریک خیال' سائنس دشمن' حرمان علم و دانش' ترقی کے مخالف' رجعت پسند' روایت پرست اور قدامت نواز ہیں' جنہیں دور حاضر کے نت نئے بدلتے حالات کا ادراک' اور تہہ در تہہ معاملات کا شعور حاصل نہیں۔

اس سے کچھ عرصہ پہلے جب بعض اسلامی ممالک میں انقلابی تحریک زوروں پر تھی' اور لیبیا سر ابھار رہا تھا اور ادھر فلسطین کی تحریک مزاحمت نئی کروٹ لے رہی تھی تو اس وقت امریکی اور یورپی ذرائع ابلاغ مسلمانوں کے لئے (MILITANT جنگجو) کی اصطلاح استعمال کرتے تھے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی قوم ملوکیت اور شاہی استبداد کے خلاف اٹھ کھڑی ہو' کوئی کمزور ملک اگر امریکہ کے مقابلے میں سر اٹھاتا دکھائی دے اور لوگ اپنی سرزمین پر ناجائز قبضے کے خلاف مزاحمت کریں تو فوراً" جنگجو بن جاتے ہیں' اگر اصطلاحات کے استعمال کا یہ عالم رہا تو نجانے جمہوریت' حق خود ارادیت اور آزادی و استقلال کے یا معنی رہ جائیں گے؟ یعنی دنیا اگر اپنے اوپر ملوکیت کو مسلط کئے رکھے یا کم از کم برداشت کئے رکھے' اپنے حق خود ارادی اور استقلال سے نا آشنا رہے اور ہمیشہ سیاسی اور اقتصادی غلامی کا جوا اپنے گلے میں ڈالے رکھے تو وہ روشن خیال' ترقی پسند اور ماڈرن کہلانے کی مستحق ہے اگر وہ اپنے حقوق سے دستبرداری اور اپنی آزادی و خود مختاری سے دستکشی کا انکار کر دے تو وہ فوراً" "جنگجو اور بنیاد پرست" بن جاتی ہے گویا دوسرے لفظوں میں امریکی بالادستی کو قبول کئے رکھنا اور افرنگی تہذیب و معاشرت کا اسیر بنا رہنا "روشن خیالی" اور اس کے مقابلہ میں خدا و رسول ﷺ کے ساتھ غیر متزلزل وفاداری اور اطاعت کا اظہار کرنا شعائر اسلامی کا اختیار کرنا اور اسلام کو رہنمائی کا سرچشمہ قرار دینا "بنیاد پرستی" ہے۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اور ہمارے (نام نہاد) لیڈر تہذیبی اور ذہنی طور پر مغرب اور امریکہ سے اس قدر مرعوب ہیں کہ ہماری زندگی کا بیشتر حصہ صرف اس تگ و دو میں صرف ہو جاتا ہے کہ ہم علمی و فکری اور عملی و اخلاقی طور پر اس طرح نظر آئیں جیسا کہ مغرب اور امریکہ چاہتا ہے اور ایسا نظر آنے کے لئے اپنی شکل و صورت نشست و برخاست اطوار و عادات اور کردار اور اخلاق سے لے کر اسلام تک کا حلیہ بگاڑنے پر آمادہ و مستعد رہتے ہیں جیسے وہ اسلام کہیں ہم ویسا اسلام پیش کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ جیسے وہ آداب زندگی بتائیں ہم فوراً" انہیں اختیار کر لیتے ہیں' جس طرح کی تہذیب کو وہ پسند کریں ہم اس طرح کے مہذب بننے میں اپنی توانائیاں صرف کر دیتے ہیں جو مسلمان ان کو درکار ہے ہم ویسے مسلمان بن جاتے ہیں حالانکہ اسلام اور مسلمانی میں امریکہ اور مغرب کی رضا نہیں بلکہ خدا اور رسول کی رضا مطلوب ہوتی ہے تب جا کر کوئی شخص مسلمان بنتا ہے' تہذیب وہ نہیں جو امریکہ اور یورپ سکھاتے ہیں بلکہ ہمارا معیار تہذیب اسوہ رسول ﷺ ہونا چاہئے' کیونکہ انہی کے دین اور انہی کے نام کی نسبت سے ہمارا ملی تشخص قائم ہے ورنہ رنگ' نسل' علاقہ اور زبان کسی کو مسلمان یا کافر نہیں بناتے' اس اعتبار سے انسانیت میں کوئی جوہری فرق واقع نہیں ہوتا کیونکہ سبھی اولاد آدم ہیں۔

۷۰ء کے عشرے میں پاکستان کے اندر "دایاں بازو" اور "بایاں بازو" کی اصطلاح کا خوب چرچا رہا۔ مغرب کی نظر میں "دایاں بازو" کا معنی تاریک خیال اور تنگ ذہن اور "بایاں بازو" کا مطلب روشن خیال اور ترقی پسند تھے۔ ہمارے لیڈر بڑے عجلت میں نظر آتے تھے کہ وہ خود کو ہر جگہ "بایاں بازو" ثابت کریں حالانکہ قرآن مجید میں واضح طور پر "اصحاب الیمین" اہل جنت اور "اصحاب الشمال" اہل جہنم قرار دیئے گئے ہیں قرآن مجید کی روشنی میں "دایاں بازو" اور "بایاں بازو" کا مفہوم بالکل صاف تھا اور ہمیں بڑے فخر کے ساتھ خود کو "دایاں بازو" کہلانا چاہئے تھا لیکن برا ہو مرعوب ذہنیت اور غلام

سوچ کا' جس نے ہماری آنکھیں چندھیا رکھی ہیں ہم فوراً "یورپ کے بیان کردہ مفہوم کو قرآن مجید کے واضح کردہ مفہوم پر ترجیح دے دی اور "دایاں بازو" کہلانے میں شرماتے اور جھجکتے رہے۔ ہماری لیڈر شپ کو فکر لاحق ہو گئی کہ قرآن مجید کس گروہ کو "اصحاب الشمال" (بایاں بازو) قرار دیتا ہے اور اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے بلکہ مغرب کے نزدیک " بایاں بازو" کا جو مفہوم ہے اس کے مطابق روشن خیال اور لبرل بننا ہے اگر ہم نے دیر کر دی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اہل مغرب کی لغت میں تاریک خیال اور قدامت پسند ٹھہرا دیئے جائیں' یہی وہ احساس کمتری ہے جو ہمیں خدا اور رسول سے بھی دور لے گیا ہے اور وصال صنم سے بھی ابھی تک محروم چلے آرہے ہیں۔ مسلمان بننے کی تو ہم نے خاص جدوجہد نہیں کی۔ لیکن یورپ نے بھی ابھی تک ہمیں صحیح معنوں میں ماڈرن' لبرل' پروگریسو اور لیفٹسٹ کا سرٹیفکیٹ عطا نہیں کیا اور اس طرح ہم درمیان میں معلق ہو کر رہ گئے ہیں اگر ہم اتنی کاوش مسلمان بننے کی کرتے تو خدا و رسول ﷺ اس عرصے میں ہمیں یقیناً "مومن خالص" کا لقب عطا کر چکے ہوتے۔

یہاں ایک اور غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض دانشور کہتے نظر آتے ہیں کہ آخر ان اصطلاحات میں کیا رکھا ہے؟ اگر ہم خود کو دایاں بازو یا بنیاد پرست نہ کہلائیں اور یورپ کی مرضی کے مطابق ان "تہمتوں" سے براءت کا اظہار کردیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ نرم سے نرم الفاظ میں خود فریبی یا کم از کم سادہ لوحی ہے' ہم محض لفظوں کی الٹ پھیر کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے نفسیاتی پس منظر سے صرف نظر کر رہے ہیں بات صرف الفاظ اور اصطلاحات کی نہیں' ہر لفظ کا ایک مخصوص مفہوم اور ہر اصطلاح کا ایک نفسیاتی پس منظر ہوتا ہے۔ الفاظ اور اصطلاحات باقاعدہ علامات کا درجہ رکھتے ہیں اور یہی علامات کسی سوسائٹی یا فرد کے بارے میں رائے قائم کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں' لفظوں کا فقط لغوی معنی اور اصطلاحات کا فقط سطحی مفہوم نہیں ہوتا اگر ایسا ہو تو پھر سارے شخصیات ختم ہو کر رہ جائیں' نہ دعا کا مفہوم باقی رہے اور نہ گالی کا کوئی مطلب' کیوں کہ دونوں چیزیں حروف تہجی سے مرکب ہوتی ہیں تو کوئی دعا دے یا گالی' اس سے کیا فرق پڑ جائے گا؟ اصطلاحات کی اپنی قدر و قیمت ہوتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو یورپ کیوں ہر چوتھے روز مسلمانوں کے لئے ایک نئی اصطلاح اختراع کرتا۔

مسجد کا ایک اپنا ڈیزائن ہوتا ہے اور گرجا اور مندر کا اپنا نقشہ' حالانکہ سبھی اینٹ پتھر سے بنے ہوتے ہیں لیکن ہر شخص مخصوص ڈیزائن سے پہچان لے گا کہ ان میں مسجد کون سی ہے' اور گرجا اور مندر کون سا؟ کون سی جگہ مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے اور کون سی عیسائیوں اور ہندوؤں کی' اگر ہم ان علامات اور تشخصات' اسماء اور اصطلاحات کے بارے میں یہ رویہ اپنالیں کہ "اس سے کیا فرق پڑتا ہے" تو میرے خیال میں ہر بات پہیلی بن جائے گی' پھر نہ کوئی مسلمان رہے گا اور نہ کوئی کافر۔

سوشلزم یا کمیونزم اور اسی طرح ڈیماکریسی' یہ بظاہر اصطلاحات ہیں ان کے لغوی معنی لئے جائیں تو ان اصطلاحات میں کیا خوبی ہے؟ لیکن یہ محض الفاظ نہیں اور فقط اصطلاحات نہیں بلکہ ان کی پشت پر باقاعدہ ایک فلسفہ اور ایک نظام کار فرما ہے۔ جو انہیں آپس میں ممتاز اور منفرد کر رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض نام بعض قوموں کے ساتھ مختص ہو کر رہ گئے ہیں اور بعض علامات تہذیبوں کی شناخت بن کر رہ گئی ہیں' مثلاً ہندی میں "کرپا رام" جو ایک نام ہے اس کا ٹھیک مترادف عربی میں "عطاء اللہ" ہے لیکن کوئی مسلمان اپنا نام "کرپا رام" نہیں رکھتا آخر کیوں؟ جب کہ معنی اور مفہوم میں بال برابر فرق نہیں صرف دو زبانوں کے اپنے لب و لہجے اور ساخت کا فرق ہے یہ اس لئے ممکن نہیں کہ انسانی دنیا میں' جب لفظ' اصطلاح' القاب' خطابات وغیرہ وارد ہوتے ہیں تو وہ فقط بے جان الفاظ و حروف نہیں رہ جاتے بلکہ ان کے ساتھ کچھ جذبات اور دوسرے تشخصات وابستہ ہو جاتے ہیں اگر ان میں سادہ لوحی سے ذرا بھی ادل بدل کیا جائے تو سارے کے سارے جذبات اور تشخصات مجروح اور مسخ ہو کر رہ جاتے ہیں اور کسی بھی سوسائٹی کو اس کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اگر ہر اصطلاح کو بہت ہلکا پھلکا اور لفظی گورکھ دھندا سمجھنے کا رجحان پیدا ہو جائے تو پورا انسانی نظام تلپٹ ہو کر رہ جائے' سو ہمیں ہر اس اصطلاح کو اپنے سینے سے لگانا چاہئے جو خواہ مغرب کی نظر میں کتنی معیوب اور معتوب کیوں نہ ہو لیکن فی الواقع وہ محمود اور مستحسن ہو جیسا کہ "بنیاد پرست" یہ اصطلاح کیوں محمود اور مستحسن ہے؟ اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ یورپ نے اسے ہمارے ساتھ چپکا دیا ہے ظاہر ہے اس میں کوئی خوبی ہے جسے وہ بگاڑ کر ہمارے نام کا لاحقہ اور سابقہ بنا رہا ہے' اور اس کے نزدیک وہ مسلمان "بنیاد پرست" ہیں جن کی فکر کا قبلہ احکام الٰہی اور سوچ کا کعبہ سنت رسول ﷺ ہے' جو شعائر اسلامی کے پابند اور کبائر سے مجتنب ہیں' جو سرمایہ داری اور اشتراکیت پر تین حرف بھیجتے اور اسلام کو اپنا عملی نظام حیات سمجھتے ہیں۔ یورپ ان (نام نہاد) مسلمانوں کو قطعاً "بنیاد پرست" نہیں کہتا اور سمجھتا جو ہر آئے روز اسلام میں کسی نہ کسی نظام کی پیوندکاری کرتے رہتے ہیں' جن کی بود و باش میں اسلام کی جھلک تک دکھائی نہیں دیتی جن کے ذہن اور فکر پر ہر چیز کا غلبہ ہے' بجز اسلام کے!

اور دوسری وجہ اس اصطلاح کو ڈنکے کی چوٹ اختیار کرنے کی یہ بات کہ دنیا کا کوئی دین اور نظام بنیاد کے بغیر فروع پر قائم نہیں' اساسیات ہی دین اور نظام کی اصل ہوتی ہیں۔ فروعات تو اس کے برگ و ثمر ہوتے سو اس اعتبار سے ہم "بنیاد پرست" ہیں کہ ہم اسلام کے اساسی عقائد کو مان کر مسلمان بنے ہیں توحید' رسالت' وحی' آخرت وغیرہ ہماری بنیاد ہیں جن

پر ہم اپنا نظام حیات استوار کرنا چاہتے ہیں اور اس پر ہمیں فخر ہے کہ ہمارا نظریہ حیات اس کائنات کے خالق و مالک اور اس کے معصوم رسول ﷺ کا حمایت یافتہ ہے اور اس کے اساسی اصول ایک ایسی کتاب میں درج ہیں جس کی صحت اور تاریخی حیثیت کو چودہ سو سال میں دنیا کا کوئی مفکر چیلنج نہیں کر سکا' اور ہمارے لئے نظام کا ماڈل وہ عہد حکومت ہے جسے اس زمین کے انتہائی برگزیدہ اور راستباز انسانوں نے قائم کیا' ان معنوں میں ہم بنیاد پرست ہیں اور یہ کوئی معیوب لقب نہیں جو ہم اپنے لئے پسند نہ کریں۔

جو لوگ روشن خیالی اور وسعت نظری کی آڑ میں "بنیاد پرست" کہلانے سے عاری ہیں غالباً" ان کے خیال میں اپنا راستہ کھلا رکھنا ہے کہ وہ جب چاہیں اسلام کے بجائے کسی اور نظام کو اپنا نظریہ حیات بنالیں' سنت رسول ﷺ کے مقابلہ میں اپنی شریعت وضع کرلیں اور اطاعت خدا و رسول ﷺ کی جگہ اپنے نفس اور خواہشات نفس کی پیروی کرلیں اور پھر بھی مسلمان کہلائیں۔

دین کو کھلی چراگاہ قرار دینے کا آج نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ جو چاہتا ہے اس میں منہ مارتا ہے اور اپنے اقتدار' مفادات' خواہشات اور اشغال کو دین کا نام دے دیتا ہے۔ ترک نماز' شراب نوشی' زراندوزی' تضحیک شعائر' آمریت اور عیش کوشی سب کے ہوتے ہوئے وہ خود کو مسلمان کہلانے پر اصرار کرتا ہے اور اپنا حق گردانتا ہے کہ کوئی فقیہ اور ملا مجھے اسلام اور مسلم سوسائٹی سے خارج نہیں کر سکتا اور دین کے معاملے میں ہماری مداہنت کا رویہ اب ہمیں واقعی اس نقطے پر لے گیا ہے کہ کھلے عام اسلامی نظام حیات کو چیلنج کرنے والا اور اسلامی شعائر و روایات کا مذاق اڑانے والا' سود کے نظام کی مدافعت کرنے والا' رقص و سرود کو عین اسلامی قرار دینے والا اور سلب و نہب کو جائز سمجھنے والا بھی ہماری نظر میں مسلمان بلکہ "مسلمان رہنما" رہتا ہے۔

اگر ہم "بنیاد پرست" ہوتے تو کوئی شخص لاکھ چلمن کی اوٹ لیتا لیکن ہم اس کا چہرہ فوراً" پہچان جاتے کہ یہ ہم میں سے ہے ہمارا خیر خواہ ہے یا استعمار کا ایجنٹ ہے اور خدا و رسول ﷺ کا باغی ہے۔

ہم خود کو لسی کی طرح پتلا کرتے کرتے اپنا ذائقہ اور رنگ تک گنوا بیٹھے ہیں اور کوئی ایک علامت ایسی نہیں رہنے دی جس سے "اسلامی قیادت" کے خدوخال واضح ہوتے اور ہمارا ذہنی و اعتقادی استحصال نہ ہو سکتا' ہمارے رہنما کھلم کھلا اسلام کے مزاج کے خلاف قومیت اور نسلیت پرست بھی ہیں اور مسلمان بھی' استعمار کے مفادات کے محافظ بھی ہیں اور مسلمان بھی' اسلام دشمن طاقتوں کے حلیف بلکہ آلہ کار بھی ہیں اور مسلمان بھی' یہ سب اسی "روشن خیالی" کا کیا دھرا ہے جو یورپ نے ہمیں عطا کی ہے کہ لفظ تو لفظ انسان اپنا اعتبار کھو بیٹھے ہیں۔ ہم اپنے اور پرائے' کھرے اور کھوٹے' سچے اور جھوٹے' دوست اور دشمن' محافظ اور معاند اور خیر خواہ اور بد خواہ کے درمیان تمیز کرنے سے عاری ہوگئے ہیں' اور ہر شخص "روشن خیالی" کے زور پر وہ سب کچھ بننے اور کہلوانے کا حق محفوظ کئے بیٹھا ہے جو اصل میں کچھ بھی نہیں صرف بندہ ہوا و ہوس ہے' تن پرور اور نفس پرست ہے' اصول دشمن اور انسانیت کش ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ: بنیادی شرط

بات ہے اس کی خوبیوں کی طرف نگاہ کرنی چاہئے دوسروں کے عیب دیکھ کر سوچے کہ میرے اندر بھی یہی عیب ہیں انکی فہرست بنا کر وہ اپنے سے دور کرنے کی کوشش کرے اور دوسروں کی خوبی دیکھ کر اسکو اپنانے کی کوشش کرے۔ جس جگہ کسی کی غیبت ہو رہی ہو تو یہ سمجھے کہ میری غیبت ہو رہی ہے اس کی اصلاح کی کوشش کرے جس طرح غیبت کرنا گناہ ہے۔ اسی طرح غیبت کا سننا بھی گناہ ہے۔ تو جب تک اپنے تمام رذائل کی اصلاح نہ ہوگی اس وقت تک معاشرہ صحیح نہ ہوگا اور عبادات کے ثواب کا مصرف حاصل نہ ہوگا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

چہرے کے ڈنٹ دور کیجئے فون (041) کوڈ نمبر 690800 690801
پچکے گال، چہرے کے ڈنٹ کمزور دبلا پتلا جسم مذاق و پریشانی کا سبب ہیں، جسم کو موٹا مضبوط، طاقتور سرخ، خوبصورت سمارٹ دلکش بنانے، بھوک کی کمی، بدہضمی، پٹھوں جگر و معدہ کی کمزوری گرمی اور پرانے دردیں، نزلہ کیرا، بلغم ٹانسلز کا علاج بغیر اپریشن بواسیر، پرانی خارش، یادداشت کی کمزوری اور موٹاپے سے نجات
قد بڑھایئے * گنجا پن
لڑکے لڑکیاں قد بڑھانے، پروقار شخصیت بنانے، گرتے بال روکنے نئے بال اگانے گنجا پن دور کرنے بالوں کو سیاہ لمبا گھنا ملائم چمکدار خوبصورت بنانے، بکری خشکی دور کرنے چہرے کے کیل چھائیاں بدنما داغ دور کرنے چہرے کو صاف اور ملائم بنانے
پتھری کا علاج بغیر اپریشن نسوانی حسن * مخصوص امراض
نسوانی حسن کی نشوونما، اولاد نہ ہونا، زنانہ و مردانہ امراض اعصابی و جنسی کمزوری، مثانے کی گرمی، جوان اور طاقتور بنیئے
ہم سے مشورہ کریں پرانی پیچیدہ امراض کا علاج آٹومیٹک الیکٹرک کمپیوٹر سے کیا جاتا ہے دیسی ہومیو علاج
ڈاکٹر حکیم جمیل احمد سلیمی آر ایچ ایم پی گورنمنٹ آف پاکستان غلام محمد آباد چشتیہ چوک صدر بازار فیصل آباد 38900

Cinkara
Hamdard
A HERBO-MINERAL COMPOUND FOR THE WHOLE FAMILY ALL THE YEAR ROUND
سنکارا
صحت کا سرچشمہ
ہر گھر کے لیے گھر بھر کے لیے
ہمدرد کا نصب العین تعمیر صحت ہے۔ بیماریوں سے پاک تندرست معاشرے کے قیام کے لیے ہمدرد نے ہمیشہ اپنی جدوجہد جاری رکھی ہے۔ آج بھی جب غذا میں عدم توازن اور فضا میں آلودگی کے باعث انسان کی قوت مدافعت
متاثر ہو رہی ہے اور زندگی کی تیز رفتاری کے سبب جسمانی توانائی میں کمی کی شکایت عام ہے، ہمدرد اپنی روایت برقرار رکھتے ہوئے توانائی فوراً حاصل کرنے کے لیے نباتی و معدنی مرکب سنکارا پیش کرتا ہے۔
سنکارا صحت بخش مجرب جڑی بوٹیوں اور منتخب معدنی اجزا سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ ایک نہایت موثر نباتی و معدنی مرکب ہے جو تیزی سے توانائی بحال کرتا ہے اور صحت برقرار رکھتا ہے۔
ہر موسم میں ہر عمر کے لیے یکساں مفید سنکارا نباتی و معدنی مرکب — جو زندگی کو ایک ولولۂ تازہ عطا کرتا ہے
Adarts - CIN - 1/91

مولانا محمد تقی عثمانی

احسان اور ازدواجی زندگی

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی (رحمتہ اللہ علیہ) ہمارے زمانے کی ان درخشاں شخصیتوں میں سے تھے جو عمر بھر شہرت، پبلسٹی اور نام و نمود سے دامن بچا کر زندگی گزارتے ہیں لیکن ان کی سیرت و کردار کی خوشبو خود بخود دلوں کو کھینچتی اور ماحول کو معطر کرتی ہے۔ وہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ اور تصوف و سلوک میں ان کے خلیفہ مجاز تھے، چنانچہ لوگ اپنے اعمال و اخلاق کی اصلاح کے لئے ان سے رجوع کرتے اور ان کی ہدایات سے فیض یاب ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب "حضرت ڈاکٹر صاحب کے پاس حاضر ہوئے، اور اپنا حال بیان کرتے ہوئے کہنے لگے کہ "الحمد للہ، مجھے احسان کا درجہ حاصل ہوگیا ہے" "احسان" ایک قرآنی اصطلاح ہے جس کی تشریح حدیث میں یہ کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس دھیان کے ساتھ کی جائے جیسے عبادت کرنے والا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے، یا کم از کم اس دھیان کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہے ہیں) ان صاحب کا مطلب یہ تھا کہ عبادت کی ادائیگی کے دوران بحمد اللہ مجھے یہ دھیان حاصل ہوگیا ہے حدیث کی اصطلاح میں "احسان" کہا جاتا ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب" نے جواب میں انہیں مبارک باد دی اور فرمایا کہ "احسان واقعی بڑی نعمت ہے جس کے حاصل ہونے پر شکر ادا کرنا چاہئے، لیکن میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کا احسان کا یہ درجہ صرف نماز ہی میں حاصل ہوا ہے یا جب اپنے بیوی بچوں سے یا دوست احباب سے کوئی معاملہ کرتے ہیں، اس وقت بھی یہ دھیان باقی رہتا ہے؟" اس پر وہ صاحب کہنے لگے کہ ہم نے تو یہی سنا تھا کہ احسان کا تعلق نماز اور دوسری عبادتوں کے ساتھ ہے، لہٰذا میں نے تو اس کی مشق نماز ہی میں کی ہے اور بفضلہ تعالیٰ نماز کی حد تک یہ مشق کامیاب رہی ہے لیکن نماز سے باہر زندگی کے عام معاملات میں کبھی احسان کی مشق کا خیال ہی نہیں آیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب" نے فرمایا کہ میں نے اسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے آپ سے یہ سوال کیا تھا، بے شک نماز اور دوسری عبادتوں میں یہ دھیان مطلوب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے لیکن اس دھیان کی ضرورت صرف نماز ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ زندگی کے ہر کام میں اس کی ضرورت ہے، انسان کو لوگوں کے ساتھ زندگی گزارتے اور ساتھ مختلف معاملات انجام دیتے ہوئے بھی یہ دھیان رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں، خاص طور پر میاں بیوی کا تعلق ایسا ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے دم دم کے ساتھی ہوتے ہیں ان کی رفاقت میں بیشمار اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں، بہت سی ناگواریاں بھی پیش آتی ہیں اور ایسے مواقع بھی آتے ہیں جب انسان کا نفس اسے ان ناگواریوں کے جواب میں ناانصافیوں پر ابھارتا ہے ایسے موقع پر اس دھیان کی ضرورت کہیں زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں اگر یہ احساس ایسے وقت دل میں جاگزیں نہ ہو تو عموماً" اس کا نتیجہ ناانصافی اور حق تلفی کی صورت میں نکلتا ہے۔

اس کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب" نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تمام عمر بھی اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ طبعی غصے اور ڈانٹ ڈپٹ کا معاملہ نہیں فرمایا اور اس سنت پر عمل کی کوشش میں، میں نے بھی یہ مشق کی ہے کہ میں اپنے گھر والوں پر غصہ نہ اتاروں، چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر کہتا ہوں کہ "آج مجھے اپنی اہلیہ کے ساتھ رفاقت کو اکیاون سال ہوچکے ہیں، لیکن اس عرصے میں الحمد للہ، میں نے کبھی ان سے لہجہ بدل کر بھی بات نہیں کی۔" بعد میں ایک مرتبہ حضرت ڈاکٹر صاحب" کی اہلیہ محترمہ نے ازخود حضرت کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ "تمام عمر مجھے یاد نہیں ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کبھی ناگواری کے لہجے میں بات کی ہو، اور نہ کبھی مجھے یہ یاد ہے کہ انہوں نے مجھ سے براہ راست اپنا کوئی کام کرنے کو کہا ہو، میں خود ہی اپنے شوق سے ان کے کام کرنے کی کوشش کرتی تھی لیکن وہ مجھ سے نہیں کہتے تھے۔"

حضرت ڈاکٹر صاحب" کی یہ باتیں آج مجھے اس لئے یاد آگئیں کہ میں نے پچھلے ہفتے خطبہ، نکاح کے پیغام، کی تشریح کرتے ہوئے یہ عرض کیا تھا کہ پر مسرت اور خوش گوار ازدواجی زندگی کے لئے "تقویٰ" ضروری ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب" کا یہ عمل جو ہوا میں اڑنے اور پانی پر چلنے کی کراماتوں سے ہزار درجہ اونچے درجے کی کرامت ہے ___ درحقیقت اسی "تقویٰ" کا نتیجہ اور آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کی عملی تصویر تھا کہ:

"تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہوں"

بے شک قرآن کریم نے مردوں کو عورتوں پر "قوام" (نگراں) قرار دیا ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے ارشادات اور اپنے عمل سے یہ بات واضح فرمادی ہے کہ "نگراں" ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مرد ہر وقت عورت پر حکم چلایا کرے، بیوی کے ساتھ خادمہ جیسا معاملہ کرے یا

اسے اپنی آمریت کے شکنجے میں کس کر رکھے۔ حقیقت یہ ہے کہ خود قرآن کریم نے ہی ایک دوسری جگہ میاں بیوی کے رشتے کو مودت (دوستی) اور محبت سے تعبیر فرمایا ہے' نیز اسی آیت میں شوہر کے لئے بیوی کو "سکون کا ذریعہ" قرار دیا ہے۔

(سورۃ الروم ۲۱)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان اصل رشتہ دوستی اور محبت کا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے لئے سکون اور راحت کا ذریعہ ہیں لیکن اسلام ہی کی ایک تعلیم یہ ہے کہ جب بھی کوئی اجتماعی کام کیا جائے تو لوگوں کو چاہیے کہ وہ کسی کو اپنا امیر بنالیں تاکہ کام نظم و ضبط کے ساتھ انجام پائے۔ یہاں تک کہ اگر دو شخص کسی سفر پر جارہے ہیں تب بھی مستحسن یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنالیں' خواہ وہ دونوں آپس میں دوست ہی کیوں نہ ہوں۔ اب جس شخص کو بھی امیر بنایا جائے' وہ ہر وقت دوسرے پر حکم چلانے کے لئے نہیں بلکہ سفر کے معاملات کی ذمہ داری اٹھانے کے لئے امیر بنایا گیا ہے' اس کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھی یا ساتھیوں کی خبرگیری کرے' سفر کا ایسا انتظام کرے جو سب کی راحت و آرام کے لئے ضروری ہو اور جب وہ یہ فرائض انجام دے تو دوسروں کا کام یہ ہے کہ وہ ان امور میں اس کی اطاعت اور اس کے ساتھ تعاون کریں۔

جب اسلام نے ایک معمولی سے سفر کے لئے بھی یہ تعلیم دی ہے تو زندگی کا طویل سفر اس تعلیم سے کیسے رہ سکتا تھا؟ لہٰذا جب میاں بیوی اپنی زندگی کا مشترک سفر شروع کررہے ہوں تو ان میں سے شوہر کو اس سفر کا امیر یا نگراں بنایا ہے کیونکہ اس سفر کی ذمہ داریاں اٹھانے کے لئے جو جسمانی قوت اور جو صفات درکار ہیں وہ قدرتی طور پر مرد میں زیادہ ودیعت کی گئی ہیں لیکن اس انتظام سے یہ حقیقت ماند نہیں پڑتی کہ دونوں کے درمیان اصل تعلق دوستی' محبت اور رحمت کا تعلق ہے اور ان میں سے کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے کے ساتھ ایک نوکر کا معاملہ کرے' یا شوہر اپنے امارت کے منصب کی بنیاد پر یہ سمجھے کہ بیوی اس کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے پیدا ہوئی ہے' یا اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیوی سے اپنی ہر جائز یا ناجائز خواہش کی تکمیل کرائے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو جو قوت اور جو صفات عطا کی ہیں ان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے اس منصب کو جائز حدود میں رہتے ہوئے بیوی کی دلداری میں استعمال کرے اور اس کی جائز خواہشات کو حتی الامکان پورا کرے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بیوی کو جو مقام بخشا ہے اور اسے جو حقوق عطا کئے ہیں' ان کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی خداداد صلاحیتیں اپنے شریک زندگی کے ساتھ تعاون اور اسے خوش رکھنے میں صرف کرے اگر دونوں یہ کام کریں تو نہ صرف یہ کہ گھر دونوں کے لئے دنیوی' جنت بن جاتا ہے بلکہ ان کا یہ طرز عمل مستقل عبادات کے حکم میں ہے جو آخرت کی حقیقی جنت کا وسیلہ بھی ہے۔ اسی لئے دونوں کو نکاح کے خطبے میں "تقویٰ" کا حکم دیا گیا ہے اور اسی لئے حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے فرمایا کہ "احسان" کا موقع صرف نمازہی نہیں بلکہ میاں بیوی کے تعلقات بھی ہیں۔

○

بقیہ: فحاشی و بے حیائی

پھیلانے میں پیش پیش ہیں دن رات صبح و شام موسیقی کے فحش اور اخلاق سوز پروگرام دکھائے جارہے ہیں ان پروگراموں کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے ہم کسی اسلامی ملک کی نشریات نہیں بلکہ شرم و حیا سے عاری کسی یورپین ملک کی نشریات دیکھ رہے ہیں پوری قوم پریشان حال ہے لیکن حکمرانوں کو عیاشی اور فحاشی پھیلانے سے فرصت نہیں ایسے فحش پروگرام غضب الٰہی کو للکارنے کے مترادف ہیں خدارا ان فحش پروگراموں کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کی کوشش کریں ورنہ اگر یہی صورت حال رہی تو عذاب الٰہی کے نزول کا شدید خدشہ اور خطرہ ہے۔ پوری قوم کو بیدار ہونا چاہیے ہم ٹیکس ملکی ترقی کے لئے دیتے ہیں نہ کہ ٹی وی پر فحش پروگراموں کے لئے۔

گو میرا انداز بیاں شوخ نہیں ہے
شائد کہ اتر جائے ترے دل میں بات

محمد اعظم بھٹی
الکشاف پرنٹرز
پرنٹرز، پبلشرز
اینڈ جنرل آرڈر سپلائیرز

صرافہ بازار کی سب سے قدیم دوکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۷۳۵۸۰۳

ترتیب و تحریر:=== حافظ محمود قاسم قاسمی

وطن عزیز میں بے حیائی و فحاشی

ذرائع ابلاغ کا کردار

کسی بھی معاشرے کو سنوارنے اور بگاڑنے میں میڈیا (ذرائع ابلاغ) اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ سے مراد ٹیلی ویژن' اخبارات' اشتہارات' ریڈیو' وی سی آر' فلم' ڈش انٹینا وغیرہ ہیں۔ اگر ذرائع ابلاغ (Comunication) قوم و ملک کے ساتھ مخلص ہوں گے تو وہ دن دور نہیں کہ جب معاشرہ خود بخود سدھر جائے گا کیونکہ ان کے ذریعہ وطن عزیز میں فحاشی و عریانی کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ اخبارات میں جذبات بھڑکانے والی تصویریں جنسی لٹریچر اخلاق سوز سکینڈلز اور سنسنی خیز خبریں اور ڈائجسٹوں میں جنسی کہانیاں فحش تصویریں اخلاق سوز اشعار ایسے لگتا ہے جیسے ان تمام چیزوں کے علاوہ ذرائع ابلاغ چل ہی نہیں سکتے۔ پاکستانی الیکٹرانک میڈیا معاشرے میں عریانی اور فحاشی کا زہر پھیلا رہا ہے۔ ٹیلی ویژن جو اس معاشرے کو سلجھانے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے وہ بگاڑنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے کیونکہ ٹی وی کا رابطہ براہ راست عوام سے ہوتا ہے اور نئی نسل مغربی رنگ میں ڈھلنے کے تجسس میں ہے۔ لہذا بچے اور نوجوان بہت جلد اس کا اثر قبول کر لیتے ہیں جس طرح کا فیشن اور ماحول ٹی وی میں دیکھتے ہیں اس کی نقل اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ڈراموں سے ہماری نوجوان نسل ہیرو اور بنت حوا ہیروئن بننے کی کوشش کرتی ہے اور لڑکوں بن ٹھن کر بازاروں میں انا برق کا نعرہ لگاتے ہوئے نکلتی ہیں جس سے عریانیت پھیلتی ہے یہ سب باتیں ہمارا ٹیلی ویژن سکھا رہا ہے۔ ہمارے ملک کی اکثر آبادی ان فحش پروگراموں کے باعث گمراہ ہو رہی ہے ہمارے ذرائع ابلاغ پر مغربی تہذیب کے دلدادہ اور طرز زندگی رکھنے والے افراد کا قبضہ ہے ان کی کوششوں سے اخلاق اور شرم و حیاء ---------- جو کسی قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں ------ ہمارے اندر سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں اور یہ کام میڈیا کے توسط سے ہو رہا ہے بے حیائی کا سرعام درس دیا جا رہا ہے۔ بد اخلاقی بے راہ روی اور گمراہی پھیلتی جا رہی ہے۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے لکھا ہے کہ جب کسی قوم پر غیر حاکم ہو جائیں تو محکوم قوم دوبارہ آزاد ہو سکتی ہے اور اگر کسی کی معیشت پر غیر ملکی قابض ہو جائیں تو وہ قوم معاشی غلامی سے آزادی حاصل کر سکتی ہے' اگر کسی قوم کی فکر ختم ہو جائے اور وہ نظریاتی موت مر جائے تو وہ قوم کبھی بھی غلامی سے نجات حاصل نہیں کر سکے گی۔ پاکستان جو کہ اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا آج برائیوں کی طرف بڑھتا جا رہا ہے عریانی فحاشی اور بے حیائی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کی بڑی وجہ گندی نیم عریاں فلمیں ہیں انڈین فلموں میں شرمناک مناظر زیادہ ہوتے ہیں اور ملک بھر میں ہر جگہ دستیاب ہوتی ہیں یہ بھی معاشرے میں فحاشی پھیلانے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو لغو اور بے ہودہ کاموں اور بری باتوں سے بچنے کی تلقین فرمائی لیکن مسلمان کہلانے کے باوجود ہم باز نہیں آئے' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج پوری قوم پریشان ہے مائیں پریشان ہیں کہ ان کے بیٹے نافرمان ہو گئے ہیں ان کی عادتیں بگڑ چکی ہیں یہ ماں باپ اور بہنوں کی موجودگی میں فحش کلمات بکتے ہیں ان کے دلوں سے بڑے چھوٹے کی تمیز ختم ہو چکی ہے تو ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے آج ہم اپنی نوجوان نسل اور بچوں کا رونا رو رہے ہیں کس لئے؟ آخر کیوں؟ جب مائیں بچوں کو بلا طہارت اٹھائیں ناخن پالش لگے ہاتھوں سے تیار کردہ لقمہ کھلائیں گیت ملائی وی' وی سی آر پر دکھائیں نامحرم عورتوں سے تعلق رکھوائیں فیڈر کا دودھ پلائیں گلی گلی کوچے کوچے ڈانسنگ کا دھوم مچائیں محبت بھری داستانیں بنائیں اور فحش گانے گائیں' بن سنور کر بے پردہ ہو کر غیروں کے دل بہلائیں تو لیبل اسلام کا لگا کر اپنی اولاد اپنی نوجوان نسل اپنی قوم و ملت اور اپنے معاشرے کے بگڑ جانے کا رونا روئیں ------ تو کس لئے؟ عورت ایک فرد کی ماں بہن ہی نہیں بلکہ وہ پوری قوم کی ماں بہن اور بیٹی ہوتی ہے جب اس کو ذرائع ابلاغ میں عریاں حالت میں دیکھا جاتا ہے تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ آج ذرائع ابلاغ میں عورت کو فیشن کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے اور سرعام بنت حوا کی تذلیل ہو رہی ہے آج ملک میں مٹھی بھر مغربی تہذیب کی دلدادہ عورتیں معاشرے کو خراب کر رہی ہیں۔

سچ کہتا ہوں تو جب لوٹا ہے
چپ رہتا ہوں تو دل جلتا ہے
ماں بہن بن کر چلی جاتی ہے تو مزاروں میں
گھومتی پھرتی ہے تو سر عام بازاروں میں
کاش تیرا شمار ہوتا پردہ داروں میں
کیوں نہ چلتی تیری نسل اسلام کے اشاروں میں

محترمہ بے نظیر بھٹو کے دور میں فحاشی عریانی نے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ ڈالے ٹی وی پر قادیانی اور یہودیوں کے ایجنٹوں کا قبضہ ہے جو پاکستان میں فحاشی

باقی صفحہ ۲۰ پر

جناب قادر خان سیماب

عذابِ شدید۔ مکافاتِ عمل

"روزنامہ جنگ" میں ایک چھوٹی سے خبر آئی کہ "پاکستانی "نوبل انعام یافتہ" سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام کی یادشت ایک بیماری کے باعث چلی گئی ہے' اور دنیا کے "بہترین" ڈاکٹر اس کا علاج کر رہے ہیں۔"

ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ وہ نہ صرف سائنس دان ہیں۔ نوبل انعام یافتہ ہیں بلکہ "قادیانی" بھی ہیں۔ جبکہ تحریک ختم نبوت کے نتیجے میں قادیانیوں کو پاکستان میں سرکاری طور پر "کافر" قرار دے دیا گیا تو "قادیانی" ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کو خیرباد کہہ دیا' اور وہ باہر ممالک اور "اٹلی" میں جاگزیں ہوگئے۔ غالباً" ان کا خیال تھا کہ اس طرح وہ اللہ کے قانون سے خود کو بچاسکیں' لیکن اللہ تعالیٰ کا قانون مکافات عمل پاتال کی گہرائیوں میں جاچھپنے والوں پر بھی حاوی ہوتا ہے۔

مقصد یہاں ذات کی تنقید نہیں ہے' لیکن یہ ایک نصیحت ہے تمام عام انسانوں کے لئے' جس طرح فرعون کو باعث عبرت بنادیا گیا تھا۔ اسی طرح اسلام کے برخلاف چلنے والوں کو دنیا و آخرت میں باعث عبرت بنادیا' اللہ تعالیٰ کے قوانین مکافات کا حصہ ہے' ہوسکتا ہے کہ موصوف علاج کے بعد ٹھیک ہوجائیں' لیکن ذرا تصور کریں کہ وہ لمحات آخر انسان کس طرح برداشت کرے گا کہ وہ ایک طاقت کا ایک بھاری ستون ہو' لیکن یکدم اس پر فالج کا اثر ہوجائے اور اس کی ساری طاقت دھری کی دھری رہ جائے' اسی طرح ایک ایسا بہترین دماغ جسے دنیا کے "اعلیٰ" ترین اعزاز سے "سرفراز" کیا گیا ہو' اللہ کے عذاب کے بعد "جاہل" سے بھی بدتر رہ جائے۔

قرآن کریم میں ایک مثال کے ذریعے نہایت خوب صورت عبرت آمیز آیت سامنے آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔ " یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی خریدی تو نہ تو ان کی تجارت نے ہی کچھ نفع دیا اور نہ وہ ہدایت یاب ہی ہوئے......"

"ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے "شب تاریک" میں آگ جلائی جب آگ نے اس کے اردگرد کی چیزیں روشن کیں تو اللہ (کے قانون مکافات عمل) نے ان لوگوں کی روشنی زائل کردی اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا' کہ کچھ نہیں دیکھتے۔" (البقرہ ۱۶ تا ۱۷)

یہ سب اس لئے ہوا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ

"اگر تم نیکوکاری کروگے تو اپنی جانوں کے لئے کروگے اور اگر بداعمال کروگے تو ان کا وبال بھی تمہاری ہی جانوں پر ہوگا۔"

(سورہ بنی اسرائیل ۷)

مزید ایک جگہ ارشاد ہے کہ

"جس دن ان کو عذاب ان کے اوپر سے اور نیچے سے ڈھانک لے گا اور اللہ فرمائے گا کہ جو کام تم کیا کرتے تھے اب ان کا مزہ چکھو۔ (سورہ العنکبوت ۵۵)

قرآن کریم ایک سیدھی اور متوازن راہ کی جانب راہنمائی کرتا ہے' قرآن کریم ان لوگوں کے لئے باعث ہدایت ہے۔ جو ہدایت کے راستے پر چلنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ جب بنی نوع آدم کو جنت کی خوش گواریوں سے محروم کیا گیا تو اس کے اپنے اعمال کے باعث کیا گیا۔ وہاں ایک بات کہہ دی گئی کہ جو میری آیات کا اتباع کرے اور اس پر چلے گا ان کے لئے دنیا و آخرت میں کسی قسم کا کوئی خوف و حزن نہیں ہوگا' لیکن جو میری آیات کا انکار کرے گا اور تسلیم کرنے کے بعد اس کی تکذیب کرے گا یعنی اس پر عمل نہیں کرے گا اس کے لئے جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

اور وہاں پھر یہ آیت آئی ہے کہ

"ڈرو (اور خود کو سنبھالو) اس دن سے جس دن کوئی انسان کسی دوسرے انسان (کے بارے میں) کچھ کام نہیں آئے گا اور نہ ہی اس کی کوئی سفارش قبول کی جائے اور نہ ہی کسی قسم کا بدلہ' اور نہ ہی کسی قسم کی مدد کی جاسکے گی۔"

غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایات کی جانب ایک متعین کردی ہے' اور فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو دو راستے بتادیئے' اب یا تو وہ شکر گزاروں میں سے ہو جائے یا ناشکر گزاروں میں سے۔"

اللہ تعالیٰ کے قوانین سے انحراف کا نتیجہ تباہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ جس طرح کسی کے سامنے آگ میں ہاتھ جلانے سے ہاتھ جلے گا اسی طرح چوری چھپے مذکورہ عمل کرنے سے بھی ہاتھ جلے گا کیونکہ آگ کا فطری اور لازمی نتیجہ جلانا ہے' لہٰذا اس سے انحراف کرکے عذاب النار کا عذاب خریدنے والوں کے لئے مکافات عمل کا قانون ہے۔

اگر آج ہمارے اعمال درستگی کا درجہ نہیں پاتے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم خود کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو کرپائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کی صورت میں دے دیا۔ خاتم الانبیاء ﷺ نے اس پر عمل کیا اور جب

اصحابؓ نے ان کی تقلید کی تو چند سالوں میں پوری دنیا میں اسلام سورج کی روشنی کی طرح پھیلتا چلا گیا' لاکھوں مربع میل کی سلطنت کا ایک خلیفہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوک سے مرگیا تو اللہ کے سامنے اس کی بھی باز پرس ہوگی۔

جہاں دور خلافت میں قوم کو قحط کا سامنا تھا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے وہی غذا استعمال کی جو اس وقت سب کو مل رہی تھی۔ آپ سے ایک بار کہا گیا کہ امیر المومنین آپ گیہوں کی روٹی استعمال کیا کریں تو آپؓ نے جو جواب دیا۔ وہ آج ہمارے حکمرانوں' ارباب اختیار اور ہم سب کے چہروں پر طمانچہ ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ تم مجھے یقین دلادو کہ میری قوم کے سب افراد کو گیہوں میسر ہے تو میں بھی گیہوں کی روٹی کھاؤں گا' فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ جو کی روٹی سب کو میسر ہے' اس لئے یہی میری خوراک ہوگی۔

یہ تھے وہ لاکھوں مربع میل کے واحد خلیفہ جس کے اعمال کا مکافات یہ ہوا کہ گھر میں چوری چھپے ذاتی استعمال کے لئے بھی کوئی دودھ میں پانی اس لئے نہیں ملاتا تھا کہ خلیفہ نے منع کیا ہے۔

ان کے حسن اعمال کے نتائج ہیں کہ آج تک ہم مسلمان ان کے ثمرات کا مزہ چکھ رہے ہیں۔

اور آج ہمارے حکمرانوں کی یہ حالت ہے کہ دعویٰ تو ہے اسلام کا' لیکن طرز عمل یہ ہے کہ جب کہیں سے گزریں گے تو گھنٹوں پہلے ہی ٹریفک روک دیا جائے گا۔ جہاں ایک عام شہری کو تحفظ حاصل نہیں ہے وہاں اس کا کوئی کس طرح احساس کرسکتا ہے جبکہ وہ خود تو محافظوں کے عظیم جلوس کے ساتھ سفر کرتا ہو۔ ذرا صرف ایک دن کے لئے بغیر کسی سیکورٹی کے ارباب اختیار پھر کر بتائیں تو اندازہ ہوگا کہ جو خوف کی حالت ہے اس کا اصل مزہ کیا ہوتا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو پھر وہ یہ سیکورٹی سسٹم بھی نہیں دیکھتا۔ بھارتی پنجاب کے وزیر اعلیٰ کی بلٹ پروف گاڑی کو بمعہ محافظوں کے بم بلاسٹ کردیا گیا۔ تو پھر اللہ کے عذاب سے کس طور بچا جاسکتا ہے۔

یاد رکھیں کہ وہ ڈاکٹر عبدالسلام ہو یا غلام احمد قادیانی اندرا گاندھی ہو یا ضیاء الحق' یا کراچی کے عوام ہوں۔ یا دنیا عالم میں جاری طاغوتی نظام' یہ سب ہمارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ یہ سب ہمارے قومی کردار کا عذاب ہے' یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے' اللہ تعالیٰ نے نفسیارتی تغیر کے لئے "دعا" کے لئے ہاتھ اٹھانے والوں کی مثال بھی دی ہے تو اس طرح کہ آخر تمہیں کیا ہوا کہ تم ان کا ہاتھ اٹھا اٹھا کر بار بار آسمان کی طرف دیکھنا نہیں دیکھ رہے ——"

"جاؤ ان کی مدد کرو۔"

تمہیں کیا ہوا؟ تمہیں کیا ہوا؟ بار بار پڑھیں کہ خدا کیا کہنا چاہتا ہے۔ صرف دعا سے ہی سب کچھ نہیں ہوتا۔ اگر دعا ہی سے ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اور جاں نثار صحابہ کرامؓ کو بدر و احد اور بعد کے بیشمار غزوات اور ایران و روم سے مسلسل جنگوں کی راہ نہ اختیار کرنی پڑتی۔ خدارا قرآن کریم کو راہ ہدایت بنائیں پھر دیکھیں کہ کس طرح قرآنی نظام "عملاً" نافذ ہونے بعد امن ملتا ہے۔

○

بقیہ: حضرت عیسیٰ

احادیث" کی شکل میں آخری قانون کی حیثیت دی' لہٰذا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے جہاں کامل دین اور کامل شریعت عطا ہوئی' وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت کے ساتھ "معجزات" بھی عطا کئے گئے' تاکہ نبی کریم ﷺ کے ذریعے ہر رنگ و نسل کے تمام انسانوں پر ہر طرح سے "حجت تمام" ہوجائے۔

معجزات میں آپ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے' اس معجزے کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آج چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود قرآن مجید جس حفاظت کے ساتھ آپ ﷺ پر نازل ہوا تھا' حفاظت کے ساتھ مسلمانوں کے ہاتھوں اور سینوں میں ہے' اس کے علاوہ آپ ﷺ کے معجزات میں چاند کے دو ٹکڑے ہونا (واقعہ شق القمر) زندہ آسمان پر جانا (واقعہ معراج) مردوں کو زندہ کرنا' مختلف موقعوں پر تھوڑے سے کھانے میں برکت دینا' آپ ﷺ کے جسم مبارک اور پسینے سے خوشبو کا آنا' مریضوں کو شفا دینا' نابینا کو شفا دینا' درختوں کا سلام کرنا اور تابع فرمان ہونا' قرآن کریم اور حدیث کی روشنی میں مذکورہ اور ان معجزات کے علاوہ کئی اور معجزات نبی کریم ﷺ کی صداقت اور نبوت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے "خصائص الکبریٰ" سیوطی)

بائبل مقدس سے دیگر انبیاء کرام کے معجزات اور خاتم الانبیاء ﷺ کے معجزات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو معجزات اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوئے تھے' وہ کوئی انفرادی حیثیت کے نہ تھے' جن کی بناء پر عیسیٰ علیہ السلام کو معبود تسلیم کیا جائے' نیز خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کسی قول اور بائبل کی کسی آیت سے یہ ثابت نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام "معبود" ہیں اس لئے میں اپنے عیسائی دوستوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ کیا "معجزات" کی بناء پر عیسیٰ علیہ السلام کو معبود تسلیم کرنا درست ہے؟

وما علینا الا البلاغ

دین کی باتوں کو الٹ دیا جائے گا

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ کہ دین کی سب سے پہلی چیز جو برتن کی طرح الٹی جائے گی وہ شراب ہے' عرض کیا گیا یا رسول اللہ ایسے کیسے ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت کو صاف صاف بیان فرمادیا ہے' فرمایا کوئی اور نام رکھ کر اسے حلال کرلیں گے"۔

قسط نمبر ۱

محمد طاہر رزاق

مرزا قادیانی کی خوراک

دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہو

وہ بھوکا تھا..... بہت بھوکا

وہ حریص تھا..... بہت ہی حریص

اس کا پیٹ خواہشات کا پہاڑ تھا..... بہت بڑا پہاڑ..... شاید ہمالیہ سے بھی بڑا۔

اس کا پیٹ اس سے بہترین کھانے مانگتا..... بہترین پھل مانگتا..... بہترین مشروبات طلب کرتا..... بہترین مٹھائیوں کا تقاضا کرتا.....

پیٹ کی حرص نے اس کا جینا دو بھر کر رکھا تھا..... پیٹ کی خواہشات اس کے گلے کا پھندا بن گئی تھیں.....!!!

لیکن وہ غریب تھا..... اس کے گھر میں غربت کے اژدھا کی حکمرانی تھی..... خواہشات کا ہجوم غربت کی پتھریلی چٹان سے سر ٹکرا کر واپس ہو جاتا..... وہ لڑکپن کی دہلیز عبور کر کے جوانی کے آنگن میں داخل ہو چکا تھا..... لیکن وہ کسی روزگار پر نہیں تھا..... کیونکہ چار پانچ جماعتیں پڑھنے کے بعد وہ سکول سے بھاگ گیا تھا.....

ہنر وہ کوئی جانتا نہیں تھا..... فارغ ہونے کی وجہ سے وہ سارا دن گاؤں میں آوارہ گردی کرتا.....

گھر آتا تو باپ کی سرخ سرخ آنکھیں اپنے دامن میں جھڑکیاں لیے اس کی منتظر ہوتیں جو اس کے دل سے آرپار ہو جاتیں..... بڑی بھابی اس پر طعن و تشنیع کے تیروں کی مشق کرتی..... اہل محلہ اسے مذمت بھری نگاہوں سے دیکھتے..... لیکن اس پر ان چیزوں کا کوئی اثر نہ ہوتا.....

وہ صبح و شام خیالوں کی دنیا میں محو پرواز رہتا..... وہ اپنے خیالوں کی دنیا میں دیکھتا کہ وہ اپنے کمرے میں بیٹھا ہے..... اچانک اس کے سامنے دسترخوان بچھ جاتا ہے..... طرح طرح کے کھانے اپنی بہار دکھا رہے ہیں..... جس سے اس کے دل کی وادی میں بھی بہار آ گئی ہے..... وہ کھانوں پہ ٹوٹ پڑتا ہے اور دسترخوان کا صفایا کر دیتا ہے..... رات کو وہ پھر خیالی محفل سجاتا ہے..... طلسمی دسترخوان بچھتا ہے اور ساتھ ہی اس کا پیٹ دسترخوان پر بچھ بچھ جاتا ہے..... اور پھر پورے دسترخوان کے خوان اس کے پیٹ میں یوں آ گرتے ہیں جیسے سمندر میں دریا.....!!!

اک دن وہ انہی خیالات کا مینا بازار سجائے بیٹھا تھا..... اچانک اس کے دل نے ایک کروٹ لی..... اس نے سوچا کہ میرے یہ سارے خیالات ریت کے گھروندے ہیں جنہیں میں بنا بنا کر توڑتا رہتا ہوں..... اب مجھے ان خواہشات کو عملی جامہ پہنانا چاہیے..... اس نے ذہن میں منصوبہ بندی مکمل کر لی..... پھر وہ ایک دن اپنے باپ کی ۷۰۰ روپے کی خطیر رقم لے کر گھر سے بھاگ گیا..... ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کی سیر کی..... اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے کھائے اور پرانے ارمانوں کو جی بھر کر پورا کیا..... اپنے اعزاز میں آپ ضیافتیں دیں..... آپ ہی مہمان خصوصی بنا اور خصوصی طاقت کے ساتھ ساری ضیافتیں اکیلا ہی کھاتا رہا۔

چند دن مزے اڑانے کے بعد جب پیسے ختم ہو گئے تو مجبوراً گھر کی راہ لی..... باپ نے بہت سرزنش کی لیکن وہ تو پیسے ہضم کر چکا تھا..... ہوٹلوں کے دل بہار کھانے' کھانے کے بعد گھر کی روکھی پھیکی اسے ایک آنکھ نہ بھاتی..... پیٹ پھر انہیں کھانوں کا تقاضا کرتا..... پیٹ کی آواز پر لبیک کہتا ہوا وہ ایک دن پھر گھر سے بھاگ گیا اور سیالکوٹ ایک دوست کے پاس جا پہنچا..... اور پھر دوست کے توسط سے سیالکوٹ کی کچہری میں بطور منشی ملازم ہو گیا..... لیکن تنخواہ قلیل تھی اور پیٹ کے تقاضے طویل تھے..... پیٹ کی بڑھتی ہوئی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے اس نے رشوتیں لینا شروع کر دیں.....

لیکن پھر بھی پیٹ کا جہنم نہ بھرا..... وہ تنخواہ اور رشوت کے پیسوں کے باوجود پیٹ کے ہاتھوں پریشان رہتا.....

عدالت میں اس کے پاس کچھ پادری آتے تھے..... چند ملاقاتوں کے بعد جب پادریوں سے اس کی اچھی شناسائی ہو گئی..... تو ایک دن پادریوں نے ایک جگہ اس کی پر تکلف دعوت کی..... کھانا کھانے کے بعد پادریوں نے اس سے کہا کہ ہمیں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے ایک لمبے عرصہ سے ایک جھوٹے نبی کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں ہماری نگاہ انتخاب نے آپ کا انتخاب کیا ہے۔ ہم نے کچھ اور لوگوں کو بڑے بڑے مالی فائدے دیتے ہوئے اس کام کی بابت کہا لیکن وہ بیچارے تو دعویٰ نبوت کا سوچ کر ہی تھر تھر کانپنے لگتے ہیں۔ آپ اس سلسلہ میں بہادر اور دلیر آدمی ہیں۔ ہم درست جگہ پر پہنچے ہیں اور ہمارا انتخاب درست ہے.....

"لیکن میں تو زیادہ پڑھا لکھا آدمی نہیں ہوں"۔ اس نے کہا۔

"پڑھنے لکھنے والا کام کرنے کے لیے ہم آپ کو اپنے آدمیوں کی ایک پوری ٹیم دیں گے۔ اس کے علاوہ آپ کی ہر خواہش پوری ہو گی۔ آپ کے گھر کو سیم و زر سے بھر دیا جائے گا۔ آپ کو نوکری سے فارغ کر کے گھر بھیج دیا جائے گا اور آپ وہاں جا کر دعویٰ نبوت کر دیں گے..... باقی ہم جانیں اور ہمارا کام"۔ انہوں نے جواب دیا۔

"مجھے کچھ سوچنے کی مہلت دیں"۔ اس نے کہا

"ٹھیک ہے۔ آپ کل تک سوچ لیں اور کل ہمیں اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیں کیونکہ ہمیں اوپر حکومت برطانیہ کو رپورٹ کرنی ہے"۔ انہوں نے کہا۔

اگلے دن وہ سوچنے بیٹھا..... تو دل نے تھوڑی سی

مزاحمت کی..... اور اس سے کہا کہ کیوں پیٹ کی خاطر ایمان بیچ رہا ہے..... لیکن پیٹ نے اپنے بھاری بھرکم وجود کے ساتھ ننھے منے دل کو دبوچ لیا اور اس کا گلا گھونٹ کر اسے ہمیشہ کی نیند سلادیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دعویٰ نبوت کرنے کا فیصلہ کرلیا.....!!!

وہ نوکری چھوڑ کر گھر آگیا..... دعویٰ نبوت کے ساتھ ہی اس کے گھر میں دولت کی ریل پیل ہوگئی..... بے عقل مریدوں کے جمگھٹے لگ گئے.... نذرانوں اور تحائف کا سلسلہ شروع ہوگیا..... اور اس کے پیٹ کی خواہشات پوری ہونے لگیں..... وہ اپنے مریدوں کے گھروں میں پھرتا..... دعوتیں اڑاتا' ضیافتیں کرواتا' دستر خوان اجاڑتا' ایک شہر سے دوسرے شہر حملہ آور ہوتا..... اس کے پیٹ کے جہنم کا ایندھن کیا تھا..... اس کی تفصیل پیش خدمت ہے..... آپ بھی پڑھئے اور سوچئے کہ وہ کیسا ذلیل و رذیل شخص تھا جس نے فقط پیٹ کی خاطر اپنا ایمان بیچ دیا۔ شاید آپ اس کا نام سننے کے لیے بیتاب ہوں تو سنئے اس کا نام تھا "مرزا غلام احمد قادیانی"

پرندے کا گوشت:

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کھانوں میں سے پرندہ کا گوشت زیادہ پسند فرماتے تھے"۔ (سیرت المہدی' جلد اول' ص ۵۰' مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

انہی چسکوں کو پورا کرنے کے لیے تو نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ (ناقل)

شکار اور گوشت

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کو پرندوں کا گوشت پسند تھا اور بعض دفعہ بیماری وغیرہ کے دنوں میں بھائی عبدالرحیم صاحب کو حکم ہوتا تھا کہ کوئی پرندہ شکار کرکے لائیں"۔ (سیرت المہدی' حصہ اول' ص ۴۹' مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

مرید پرندوں کے شکاری..... پیر ایمان کا شکاری (ناقل)

بٹیرے

"شروع شروع میں بٹیرے بھی کھاتے تھے لیکن جب طاعون کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ نے اس کا گوشت کھانا چھوڑدیا کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ اس میں طاعونی مادہ ہوتا ہے"۔ (سیرت المہدی' حصہ اول' ص ۵۰' مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

کیا طاعونی سلسلہ سے پہلے بٹیر میں طاعونی مادہ نہیں تھا؟ (ناقل)

ناشتہ

"ناشتہ باقاعدہ نہیں کرتے تھے۔ ہاں عموماً صبح کو دودھ پی لیتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کہ کیا آپ کو دودھ ہضم ہوجاتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہضم تو نہیں ہوتا تھا مگر پی لیتے تھے۔ (سیرت المہدی' حصہ اول' ص ۵۰' مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی) یعنی کافی ڈھیٹ تھا (ناقل)

دودھ

"دودھ کا استعمال آپ اکثر رکھتے تھے اور سوتے وقت تو ایک گلاس ضرور پیتے تھے اور دن کو بھی پچھلے دنوں میں زیادہ استعمال فرماتے تھے کیونکہ یہ معمول ہوگیا تھا کہ ادھر دودھ پیا اور ادھر دست آگیا اس لیے بہت ضعف ہوجاتا تھا۔ اس کے دور کرنے کو دن میں تین چار مرتبہ تھوڑا تھوڑا دودھ طاقت قائم کرنے کو پی لیا کرتے تھے"۔ (سیرت المہدی' حصہ دوم' ص ۱۳۴' مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

دودھ پینے سے تو دست لگ جاتے ہیں۔ یہ دست آنے کے بعد پھر دودھ پی لیتا تھا! اور کہتا تھا کہ میں خاندانی حکیم ہوں (ناقل)

پکوڑے

"والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ پکوڑے بھی حضرت صاحب کو پسند تھے۔ (سیرت المہدی' حصہ اول' ص ۵۰' مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

اب تو جہنم کی آگ میں خود بھی پکوڑا بن گیا ہوگا (ناقل)

کرارے پکوڑے

"میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگواکر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے"۔ (سیرت المہدی' حصہ اول' ص ۸۱' مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

بدتمیز کہیں کا (ناقل)

سکنجبین

"ایک زمانے میں سکنجبین کا شربت بہت استعمال فرمایا تھا مگر پھر چھوڑدی"۔ (سیرت المہدی' حصہ اول' ص ۵۰' مصنف مرزا بشیر احمد ادیانی ابن مرزا قادیانی)

اسی لیے اکثر سینہ کے درد' کھانسی اور نمونیہ کی شکایت رہتی تھی لیکن جو چیز زیادہ تکلیف دیتی تھی وہ زیادہ پیتا تھا۔ کھوپڑی جو الٹی تھی۔ (ناقل)

مکئی

"کبھی کبھی مکئی کی روٹی بھی پسند کرتے تھے"۔ (سیرت المہدی' حصہ اول' ص ۵۱' مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

اس دن روٹی گھر کھاتا ہوگا۔ (ناقل)

چائے

"ایک زمانہ میں آپ نے چائے کا بہت استعمال فرمایا تھا مگر پھر چھوڑدی"۔ (سیرت المہدی' حصہ اول' ص ۵۱' مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

پھر شراب جو شروع کردی تھی (ناقل)

طریقہ طعام

"کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے جاتے تھے۔ کچھ کھاتے تھے کچھ چھوڑ دیتے تھے۔ کھانے کے بعد آپ کے سامنے سے بہت سے ریزے اٹھتے تھے"۔ (سیرت المہدی' حصہ اول' ص ۵۱' مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

کیا کوئی قادیانی یہ برداشت کرے گا کہ اس کا بیٹا اس طرح رزق کا ستیاناس کرے اور مہنگائی کے دور میں اتنا آٹا برباد کرے؟ (ناقل)

وقت طعام

"کھانے کا وقت بھی کوئی خاص مقرر نہیں تھا۔ صبح کا کھانا بعض اوقات بارہ بارہ ایک ایک بجے بھی کھاتے تھے"۔ (سیرت المہدی' حصہ اول' ص ۵۱' مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

صبح دو تین سیر دودھ پی لیتے ہوں گے..... شکم پرور اتنی دیر تو بھوکا نہیں رہ سکتا۔ (ناقل)

کیا حضرت عیسیٰؑ اپنے معجزات کی بناء پر معبود ہیں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ بات بائبل میں مذکور ہے کہ آپ صلیبی وفات کے بعد بھی حواریوں کو دکھائی دیتے رہے، اور مختلف قسم کے احکامات دے کر واپس آسمان پر جاتے رہے۔

لیکن اس کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی ایسا معجزہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے اپنی وفات کے بعد کسی مردے کو زندہ کیا ہو۔

اس لئے اگر مردے زندہ کرنا معبود ہونے کی دلیل ہے تو پھر حضرت الیشع علیہ السلام اس بات کے حق دار ہیں کہ معبود کہلائے جائیں، کیونکہ مردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ ان سے ان کی وفات کے بعد بھی ہوا ہے، لیکن کسی عیسائی نے حضرت الیشع علیہ السلام کو معبود کہنا پسند نہیں کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا

بائبل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام (یسوع مسیح) کا اپنی صلیبی وفات کے بعد زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ مرقس باب ۱۶ آیت ۱۹ تا ۲۰ میں اور لوقا کی انجیل باب ۲۴ آیت ۵۰ تا ۵۱ وغیرہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

لہٰذا مرقس باب ۱۶ آیت ۱۹ میں ہے کہ:۔

"غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا اور خدا کی دہنی طرف بیٹھ گیا"۔

یہ معجزہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معبود ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا وہ اس واسطے کہ یہ معجزہ بائبل ہی سے حضرت حنوک علیہ السلام اور حضرت الیاس (ایلیاہ) کے لئے ثابت ہے۔

حضرت حنوک علیہ السلام کے بارے میں بائبل کہتی ہے:۔

"حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور وہ غائب ہو گیا کیونکہ خدا نے اسے اٹھا لیا"۔

(پیدائش باب ۵ آیت ۲۴)

اور حضرت الیاس علیہ السلام کے بارے میں بائبل کہتی ہے:۔

"اور وہ آگے چلتے اور باتیں کرتے جاتے تھے کہ دیکھو ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں نے ان دونوں کو جدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں آسمان میں چلا گیا"۔

(سلاطین ۲ باب ۲ آیت ۱۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پانی پر چلنا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام (یسوع مسیح) کا پانی پر چلنے کا معجزہ بھی ان کے معبود ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا، کیونکہ پانی پر چلنا خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری پطرس سے ثابت ہے، وہ اس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پانی پر چلتا دیکھ کر پطرس حواری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے خواہش ظاہر کی کہ میں بھی پانی پر چلوں:۔

"شاگرد اسے جھیل پر چلتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ بھوت ہے اور ڈر کر چلا اٹھے۔ یسوع نے فوراً ان سے کہا خاطر جمع رکھو۔ میں ہوں۔ ڈرو مت۔ پطرس نے اس سے جواب میں کہا اے خداوند اگر تو ہے تو مجھے حکم دے کہ پانی پر چل کر تیرے پاس آؤں۔ اس نے کہا آ۔ پطرس کشتی سے اتر کر یسوع کے پاس جانے کے لئے پانی پر چلنے لگا"۔

(متی باب ۱۴ آیت ۲۶ تا ۲۹)

اور اسی باب کی آیت ۳۰ اور ۳۲ پطرس حواری کے بارے میں کہتی ہے:۔

"مگر جب ہوا دیکھی تو ڈر گیا اور جب ڈوبنے لگا تو چلا کر کہا اے خداوند مجھے بچا! یسوع نے فوراً ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑ لیا اور اس سے کہا اے کم اعتقاد تو نے کیوں شک کیا؟۔ اور جب وہ کشتی پر چڑھ آئے تو ہوا تھم گئی"۔

یہاں پطرس حواری کی کم اعتقادی، ہوا کو دیکھ کر ڈرنا اور ڈوبنا اس گھڑی کے بعد کا واقعہ ہے، جس گھڑی پطرس حواری پانی پر چل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام (یسوع مسیح) کے پاس جا رہے تھے، لہٰذا یہ بات اپنی جگہ برقرار ہے کہ پطرس حواری سے بھی پانی پر چلنا ثابت ہے، جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پانی پر چلے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پانی پر چلنے کے معجزہ کو یوحنا باب ۶ آیت ۱۹ تا ۲۱ میں اور مرقس باب ۶ آیت ۴۵ تا ۴۹ میں بھی دیکھا جاسکتا ہے، مگر یہاں پطرس حواری کا ذکر نہیں ملتا۔ (خ م)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھوڑے سے کھانے میں برکت دینا

ہیرودیس بادشاہ نے جب اپنے بھائی فلپس کی بیٹی کی فرمائش پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام (یسوع مسیح) کے یوحنا حواری کا سر قلم کروا دیا، اور جب اس بات کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے دیگر حوارین کے ذریعے ہوئی تو یہ سن کر آپ غمگین ہو کر کشتی پر کسی ویران جگہ چلے گئے اور لوگ یہ سن کر شہروں سے اس ویران جگہ پر آ گئے، جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے، شہروں سے آئے ہوئے لوگوں میں جو لوگ بیمار تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان بیماروں پر ترس کھا کر ان کو اچھا کر دیا۔

اور جب شام کو شہروں سے آئے ہوئے لوگوں کو کھانا کھلانے کے لئے اس ویرانے میں پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں کی سوا کچھ نہ تھا تو آپ نے اس تھوڑے

سے کھانے پر برکت دینے کا معجزہ کیا۔

"جب یسوع نے یہ سنا تو وہاں سے کشتی پر الگ کسی ویران جگہ کو روانہ ہوا اور لوگ یہ سن کر شہر شہر سے پیدل اس کے پیچھے گئے۔ اس نے اتر کر بڑی بھیڑ دیکھی اور اسے ان پر ترس آیا اور اس نے ان کے بیماروں کو اچھا کر دیا۔ اور جب شام ہوئی تو شاگرد اس کے پاس آکر کہنے لگے کہ جگہ ویران ہے اور وقت گزر گیا ہے لوگوں کو رخصت کر دے تاکہ گاؤں میں جا کر اپنے لئے کھانا مول لیں۔ یسوع نے ان سے کہا ان کا جانا ضرور نہیں۔ تم ہی ان کو کھانے کو دو۔ انہوں نے اس سے کہا کہ یہاں ہمارے پاس پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس نے کہا وہ یہاں میرے پاس لے آؤ۔ اور اس نے لوگوں کو گھاس پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے وہ پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں لیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر برکت دی اور روٹیاں توڑ کر شاگردوں کو دیں اور شاگردوں نے لوگوں کو۔ اور سب کھا کر سیر ہو گئے اور انہوں نے بچے ہوئے ٹکڑوں سے بھری ہوئی بارہ ٹوکریاں اٹھائیں۔ اور کھانے والے عورتوں اور بچوں کے سوا پانچ ہزار مرد کے قریب تھے۔

(متی باب ۱۴ آیت ۱۳ تا ۲۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذکورہ معجزہ بھی ان کے معبود ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا' کیونکہ اس قسم کا معجزہ بھی حضرت الیشع علیہ السلام سے ثابت ہے۔

"اور بعل سلیسہ سے ایک شخص آیا اور پہلے پھلوں کی روٹیاں یعنی جو کے بیس گردے اور اناج کی ہری ہری بالیں مرد خدا کے پاس لایا۔ اس نے کہا ان لوگوں کو دے دو تاکہ وہ کھائیں۔ اس کے خادم نے کہا کیا میں اتنے ہی کو سو آدمیوں کے سامنے رکھ دوں؟ سو اس نے پھر کہا کہ لوگوں کو دے دے تاکہ وہ کھائیں کیونکہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ وہ کھائیں گے اور اس میں سے کچھ چھوڑ بھی دیں گے۔ پس اس نے اسے ان کے آگے رکھا اور انہوں نے کھایا اور جیسا خداوند نے فرمایا تھا اس میں سے کچھ چھوڑ بھی دیا۔

(سلاطین ۲ باب ۴ آیت ۴۲ تا ۴۴)

حضرت الیشع علیہ السلام کے کھانے میں برکت دینے کے اس معجزہ کی بابت رومن کیتھولک فرقے کی بائبل ۱۹۵۸ء میں لکھا ہے کہ:۔

"یہ معجزہ اس معجزہ کی علامت ہے' جس میں خداوند یسوع مسیح نے روٹی کو بڑھایا"

(کلام مقدس' سوسائٹی آف سینٹ پال روما ۱۹۵۸ء صفحہ ۳۵۰)

ایک نظر ادھر بھی

بائبل کے بیان کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنی قوم بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرعون اور مصریوں کی غلامی سے آزاد کروا کر سین کے بیابان میں لے آئے جو ایلیم اور سینا کے درمیان ہے' تو آپ کی قوم بنی اسرائیل نے آپ علیہ السلام سے یہ شکایت شروع کر دی کہ اس بیابان میں ہم کیا کھائیں جب کہ "مصر میں تو ہم گوشت اور روٹی کھاتے تھے"

اس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہو کر فرمایا میں ان کے لئے آسمان سے روٹی برساؤں گا' اور یوں موسیٰ علیہ السلام کی قوم (امت) کے لئے صبح و شام "من" نامی بابرکت کھانا آسمان سے اس بیابان میں آتا رہا۔

آگے چل کر بائبل بتاتی ہے کہ یہ بابرکت کھانا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے لئے چالیس سال تک اس بیابان میں مسلسل آتا رہا۔ اس واقعہ کی تفصیل خروج باب ۱۶ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

حضرت الیشع علیہ السلام کا کھانے میں برکت دینا' اور معجزانہ طور پر چالیس سال تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کے لئے "من" نامی کھانے کا آسمان سے آنا' ان دونوں واقعات کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھوڑے سے کھانے میں برکت دینے کا معجزہ ان کے معبود ہونے کی دلیل کس طرح ہو سکتا ہے' اس کا اندازہ خود انصاف کی نظر سے عیسائی حضرات لگا سکتے ہیں۔

نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مثلاً" بیماروں کو شفا دینا' کوڑھ کے امراض کو اچھا کرنا' اندھوں' بہروں اور گونگوں کو اچھا کرنا وغیرہ' ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے وہ بڑے معجزات جن کو عیسائی حضرات عیسیٰ علیہ السلام (یسوع مسیح) کے معبود ہونے کی دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً" مردوں کو زندہ کرنا' بغیر باپ کے پیدا ہونا زندہ آسمان پر جانا' پانی پر چلنا' کھانے میں برکت دینا' وغیرہ جیسا کہ ان معجزات پر اوپر تفصیل سے بحث ہو چکی ہے' تو جب ایسے بڑے معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معبود ثابت نہیں کرتے' تو جو معجزات ان مذکورہ معجزات سے کم درجہ کے ہیں' مثلاً" بیماروں کو شفا دینا' کوڑھ کے امراض کو اچھا کرنا وغیرہ تو ایسے کم درجہ کے معجزات کو عیسیٰ علیہ السلام کے معبود ہونے کی دلیل میں کیسے قبول کیا جا سکتا ہے' اور کیونکہ ان کو دلیل بنایا جا سکتا ہے؟

لیکن! اس کے باوجود بائبل ہی سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت الیشع علیہ السلام نے کوڑھ کے ایک مریض کو اچھا کیا' اس کے علاوہ "بینا" لوگوں کو "نابینا" کر دیا اور پھر ان ہی نابینا لوگوں کو بینا بھی کر دیا' اور بھی معجزات حضرت الیشع علیہ السلام سے ثابت ہیں۔

(جو حضرت ان معجزات کی تفصیل دیکھنا چاہیں وہ سلاطین ۲ باب ۵ تا ۶ کا مطالعہ فرمائیں)

خاتم الانبیاء دین کامل اور معجزات

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو "خاتم الانبیاء" بنا کر بھیجا اور اس حوالے سے نبی کریم ﷺ کو دین کامل (اسلام) کی وہ تعلیمات اور اصول دے کر روانہ فرمایا کہ آئندہ تمام انسانیت اپنی پوری زندگی میں ان اصولوں اور تعلیمات کو اپنا راہنما بنائے اور رہتی دنیا تک کے تمام انسانوں کے لئے اپنے کلام قرآن مجید اور اپنے محبوب بندے نبی کریم ﷺ کی ہر ادا کو

باقی صفحہ ۱۷ پر

تعارف کتب

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

جدید ایڈیشن

تعارف از مولانا اللہ وسایا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ از پروفیسر محمد الیاس برنی مرحوم کو جدید خوبصورت کمپیوٹر پر شائع کیا ہے جدید ایڈیشن کی خصوصیات پر مولانا نے تعارفی نوٹ لکھا ہے جو قارئین کے لئے ہم شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علی من لانبی بعده اما بعد

عزت مآب عالی جناب محترم پروفیسر محمد الیاس برنی، سابق صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن شہرہ آفاق کتاب "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" کو حق تعالیٰ شانہ نے شرف قبولیت سے نوازا۔ رد قادیانیت پر یہ انسائیکلو پیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔ رد قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والا ہر خوش بخت و خوش نصیب شخص اس سے استفادہ کرنے کا محتاج ہے۔

اس کتاب کو طبع ہوئے تقریباً" پون صدی بیت گئی لیکن اس کی اہمیت و افادیت پہلے سے زیادہ درخشاں ہے۔ رد قادیانیت پر آج تک جتنا لٹریچر شائع ہوا، سب سے زیادہ اسے قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ فاضل مصنف ہر نئے ایڈیشن میں اضافے کرتے گئے۔ تاآنکہ یہ جامع و قابل قدر دستاویز بن گئی۔

آج تک اس کے جتنے ایڈیشن شائع ہوئے، سب لیتھو پر تھے۔ لیتھو کتابت ہر دفعہ نئی کرانی پڑتی ہے۔ اس لئے غلطیاں در غلطیاں ہوتی گئیں۔ مصنف حیدرآباد دکن کے تھے۔ کتاب لاہور میں چھپتی رہی۔ تصحیح کرنے والے حضرات کو رد قادیانیت پر عبور حاصل نہ تھا۔ اس لئے بعض غلطیاں اتنی سنگین ہوگئیں، جو کتاب کی ثقاہت کے منافی اور اس کے حسین چہرہ پر داغ محسوس ہوتی تھیں ورنہ رب کریم کا مصنف پر یہ عظیم کرم و احسان ہے کہ آج تک قادیانی اس کے کسی حوالے کو چیلنج نہ کرسکے تھے۔ قادیانی کتب کے ایڈیشن بدلتے رہے۔ صفحات میں فرق آتا رہا۔ آج سے پون صدی قبل کے حوالہ جات آج کی قادیانی کتب کے ایڈیشنوں میں تلاش کرنے خاصے توجہ طلب مسئلہ تھے۔ کتابت نے ترقی کی۔ لیتھو سے وینڈائیک سے آفسٹ اور پھر آج کمپیوٹر ان سب کی جگہ پر براجمان ہوگیا۔ سب سے پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم نے ضرورت محسوس کی کہ اس کا جماعت کی طرف سے ایڈیشن شائع ہونا چاہئے جو آج کی ان تمام ضرورتوں کو پورا کرسکے۔ جدید حوالہ جات لگادیئے جائیں تاکہ حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہوجائے۔ چنانچہ آپ نے اپنی زیر نگرانی مولانا عزیز الرحمن صاحب کراچوی کو اس کام پر مقرر کیا مگر اس میں مشکل یہ پیش آئی کہ کراچی میں مرزا قادیانی کی تو تمام کتابیں موجود تھیں۔ دیگر قادیانی کتب و قادیانی اخبارات و رسائل تمام کے تمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر دفتر ملتان کے کتب خانہ میں تھے۔ اس لئے آپ کا ایماء و حکم پاکر فقیر نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔

۱۹۹۳ء میں ختم نبوت کانفرنس برطانیہ کے موقعہ پر حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے جانشین اور جمعیت علمائے ہند کے سربراہ حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم، حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری، استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند ناظم اعلیٰ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں وہ حضرات اس کتاب کو شائع کرانا چاہتے ہیں۔ جدید حوالہ جات کی تخریج و تحقیق کے لئے انہوں نے بھی حکم فرمایا۔ چنانچہ واپسی پر فقیر کو تبلیغی اسفار سے جتنا وقت ملتا رہا، اس پر کام کرتا رہا لیکن اسے جتنا جلدی ہونا چاہئے تھا، مصروفیت کے باعث اس میں اتنی تاخیر ہوتی گئی۔ بالآخر مجبور ہوکر فقیر نے عالمی مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب جالندھری دامت برکاتہم سے استدعا کرکے اپنے لئے دو معاون طلب کئے۔ پہلے مولانا عبدالرزاق مجاہد مبلغ اوکاڑہ و مولانا عبدالستار قاسمی احمد پور شرقیہ نے معاونت فرمائی اور پھر مناظر ختم نبوت حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی حضرت مولانا بشیر احمد، مرکزی ناظم نشر و اشاعت و حضرت مولانا عبدالعزیز مبلغ خانیوال نے بھرپور ساتھ دیا۔ یوں تقریباً" دو سال کے بعد آج اس کتاب کی تخریج و تحقیق کے کام سے سبکدوش ہوئے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ جوں جوں کتاب کو پڑھنے کا موقعہ ملا، مصنف مرحو

باقی صفحہ ۲۰ پر

۲۶۸

شامت اعمال کے سبب اسی طرح ہلاک ہونے لگے جیسے کہ اب ہو رہے ہیں۔ دیکھو اسلام کی خاطر اگر اس وقت تلوار چلی تھی تو اس وقت بھی دین اسلام ہی کی خاطر تلوار چل رہی ہے۔

ثناء اللہ

فرمایا:-

یہ زمانہ کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوۃ الداع[1] صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تسلی

احمد صاحب جو کہ مدراس سے بیعت کے واسطے آئے ہیں۔ ان کے متعلق عرب صاحب ابوسعید نے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں آنے سے پہلے میں نے رؤیا میں یہ سارا نقشہ جو دیکھا تھا یہ تمام مکانات وغیرہ مجھے دکھائے گئے تھے۔

حضرت نے فرمایا:-

خدا تعالیٰ تسلی دینے کے واسطے یہ باتیں دکھلا دیتا ہے اور اس کی تسلی بے نظیر ہوتی ہے۔ دیکھو طرفہ تمام زمین پر کسی کو یہ تسلی نہیں دی گئی کہ انی احافظ کل من فی الدار یہ تسلی فقط ہم کو اس گھر کے متعلق عطا فرمائی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے عجیب کام ہیں۔

[1] البقرۃ : ۱۸۷

PART 4

MIRZA QADIANI AND PROMISED MASIH

Who is promised Masih ?

He is Masih Ibn Mariam about whom it has been pledged to the Ummah that he would come into the world in its last era.

Thus, Mirza Qadiani writes:

"This is not a hidden matter that the prediction for Masih Ibn Mariam coming again is a prediction of the first grade that has been acknowledged by everybody, unanimously. Out of all the divinations, recorded in books of Traditions, this one is proved to be matchless. Among the 'Tawatur' Category, first place is occupied by it. Injil (Gospel) also confirms this".

(Izala-e-Auham, p.557; Khazain, Vol.3, p.400). Ref. No.18.

Ref. No. 18

Izala-e-Auham, p.557; Roohani Khazain, Vol. 3, p.400.

ازالہ اوہام ۴۰۰ حصہ دوم

اب سمجھنا چاہئے کہ گو اجمالی طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیر دین کا اور طریقہ عبادات وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے اور اگر احادیث کو ہم بکلی ساقط الاعتبار سمجھ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا ہمیں مشکل ہوگا کہ درحقیقت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما و عثمان ذوالنورینؓ اور جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور امیر المومنین تھے اور وجود رکھتے تھے صرف فرضی نام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں۔ ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف کی کسی آیت سے صریح مخالف و مغائر پڑے مثلاً قرآن شریف کہتا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا اور حدیث یہ کہے کہ فوت نہیں ہوا تو ایسی حدیث مردود اور ناقابل اعتبار ہوگی لیکن جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور بھاری غلطی ہے کہ یکلخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشگوئیوں کو جو خیر القرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مسلمات میں سے سمجھی گئی تھیں بمد موضوعات داخل کر دیں۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت بے شک حق اور باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش اسی پر مدار نہیں۔

Proof No. 1: Mirza is not the promised Masih

Mirza himself wrote that, "Neither I am the promised Masih, nor Masih Ibn Mariam; therefore, he who calls me 'Promised Masih', lacks intellect and one who calls me Masih Ibn Mariam is a knave and a first class liar".

Says Mirza:

"Humble solicitation before learned men of India. O brethern-in-faith, and theologians of inviolable religious law: Listen, you people, my submissions attentively. The claim of 'Maseel-e-Masih', (Likeness of Masih) which this humble self has made, has been misunderstood by some erratic people as the "Promised Masih". Maseel-e-Masih claim is not a new claim that you are listening today from my mouth, but it is the same previous Revelation which I received from Allah,

Continued

کو مخاطب کرکے کہا یحییٰ لا یضاع وقتہ اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کرکے
کہا۔ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کرکے کہا قل
انی امرت وانا اول المؤمنین اور تو ہی ہے جو غالباً مجھے ہر روز کہتا رہتا ہے
انت منی وانا منک۔ تو میری مدد کر اور میری حمایت کے لئے کھڑا ہو جا۔ و انی
مغلوب فانتصر۔

راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء

(تعداد اشاعت ۲۰۰۰) ریاض ہند امرتسر

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے ۱۱ صفحہ پر ہے)

Result: Despite these heartrending entreaties and self-accursements, Allah did keep Mirza deprived of Nikah with Muhammadi Begum, Ahmad Baig's elder daughter, until Mirza breathed his last; nor was Atham drawn into fatal tortures. This proves that these predictions were not from Allah's side and therefore Mirza's prayer was accepted that "if these predictions are not from Your Side then perish me with disgrace." Therefore according to his own statement, Mirza was "a driven outcast, accursed charlatan and one-eyed anti-Christ impostor," and "a target of never ending imprecations, and curses."

Invocation No. 2

In his poster, "*Aakhri Faisla with Maulvi Sanaullah Amritsari,*" Mirza wrote:

"I invoke Allah: O my Master, All-seeing, All-Powerful, Who is also All-knowing and All-Aware and Who is also conscious of spiritual conditions of my heart that if this claim of promised Masihship is a false imputation from the side of a base self and if I am in Your Eyes a liar, mischief-monger, imputing false attributes to my own self, as my day and night routine, then, O my dear Master, I pray to Your Exalted Audience with all possible humility that destroy me in the lifetime of Maulana Sanaullah and let my death make him and his Jamaat happy."

(Majmua-e-Ishtiharat, Vol.3, pp. 578-579).
Ref. No.8.

Result: Allah accepted this invocation of Mirza also and Mirza died in the lifetime of Maulana Sanaullah, which proved that Mirza was "a liar and mischief-monger imputing false attributes," and this was his "day and night routine."

Invocation No. 3

In this very poster Mirza wrote:

"Holding the garment of Your Sanctity and Mercy, I supplicate in Your Lofty Audience to bring out true decision between me and Sanaullah and whosoever is really a liar and mischief-monger in Your Eye, then carry him off from this world in the very lifetime of the one who is truthful, or involve him in such a severe affliction as is like death. O, my dear Master, do in this very manner. *Aameen thumma Aameen.*"

﴿رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ﴾ آمین

In the end, my request to Maulana Sahib is that he should print all this writing in his periodical and may write underneath whatever he wants to write. Now, decision rests in Allah's Hands."

(Ibid.)

Result: This invocation of Mirza was also accepted by Allah, the Exalted, because exactly after one year and ten days. Mirza went into the grave and Maulana saw him go.

Proved: Mirza was an impostor and arch-liar in the Eyes of Allah. Maulana lived full forty-one years after Mirza.

Further Proof: In '*Malfoozat-e-Mirza*, Vol. 9, p.268, Mirza said:

"These are amazing wonders of times. When we go to sleep there is not a thought whatsoever, till suddenly there occurs a revelation, which is accomplished on its time only. No week or ten-days go blank without some Divine token. What has been written about Sanaullah, actually that is not from our side, but from Allah's side its groundwork has originated. Once, our attention had turned towards it and when at night the attention was towards that end, a revelation dawned in the night that: "I answer the call of a caller". For saints, it is in the acceptance of invocations that supernatural excellence lies. The rest are its off-shoots"

(Malfoozat, Vol.9, p.268). Ref. No.17.

Ref. No. 17

Malfoozat Vol. 9, p.268.

prayers."

(Majmua-e-Ishtiharat: Vol. 2, pp. 115-116). Ref. No.16.

Majmua-e-Ishtiharat, Vol. 2, pp.115-116.

۱۱۵

دکھلائی اور کوئی دوسرا پہلو ایمان لانے کا قوم کو بتلایا ہوتا تو وہ میدان میں ایسی دو رنگ صورت نہ بناتے بلکہ شوکت کے زمانہ پر عذاب ٹل جانے کے وعدہ پر مطمئن ہو گئے ہوتے ایسا ہی آنحضرت یونس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم ہوتا کہ ایمان لانے سے عذاب ٹل جائے گا تو وہ کیوں کہتے کہ اب میں اس قوم کی طرف نہیں جاؤں گا کیونکہ میں ان کی نظر میں کذاب ٹھہر چکا۔ جبکہ وہ دیکھ چکے تھے کہ قوم نے توبہ کی اور ایمان لے آئی۔ پس اگر یہ شرط بھی ان کی وحی میں داخل ہوتی تو ان کو خوش ہونا چاہئے تھا کہ پیشگوئی پوری ہوئی نہ یہ کہ وہ وطن چھوڑ کر ایک جنگل کی مصیبت میں اپنے تئیں ڈالتے۔ قرآن کا لفظ لفظ اسی پر دلالت کر رہا ہے کہ وہ سخت ابتلا میں پڑے اور حدیث نے کیفیت ابتلا کی بتلائی۔ پس اب بھی اگر کوئی شیخ و شاب منکر ہو تو یہ سمجھا اس کی گردن کشی ہے۔

اور ہم اس مضمون کو اسی پر ختم کرتے ہیں کہ اگر ہم سچے ہیں تو خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور اگر یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو ہمارا انجام نہایت بد ہوگا اور ہرگز یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوں گی۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم اگر آتھم کا عذاب

بقیہ حاشیہ۔ [illegible]

۱؎ الاعراف: ۹۰

۱۱۶

مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر اے خداوند یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے اور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں جو تیرے بندہ ابراہیم کے ساتھ اور اسحٰق کے ساتھ اور اسمٰعیل کے ساتھ اور یعقوب کے ساتھ اور موسیٰ کے ساتھ اور داؤد کے ساتھ اور مسیح ابن مریم کے ساتھ اور خیر الانبیاء محمد صلعم کے ساتھ اور اس امت کے اولیاء کرام کے ساتھ تھی تو مجھے فنا کر ڈال اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر دے اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا اور تمام دشمنوں کو خوش کر اور ان کی دعائیں قبول فرما۔ لیکن اگر تیری رحمت میرے ساتھ ہے اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا یحمدک اللہ من عرشہ۔ اور تو ہی ہے جس نے مجھ

والسلام

بقلم خود مرزا غلام احمد

(ضمیمہ [illegible] ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء [illegible] مرزا [illegible] فرزند حکیم [illegible])

صاحب [illegible] (قادیانی)

Mirza's prediction came true. He died and nothing was achieved. The world saw the finale of this fake sire. Eighty-five years have passed since his death and "the pillar of Isa-worship" has not yet crumbled; faith in Trinity has not yielded to monotheism; and Christianity has seen no impediments; only Mirza's loquacity has gone bottom-side up! His ravings only helped to spiral a greater ascendency for the Christians.

In consequence the world must go on calling Mirza, as he wished to be called, a liar, a liar, a liar till his Day of Reckoning!

PART 3

SOME INVOCATIONS OF MIRZA WHICH WERE ACCEPTED IN ALLAH'S AUDIENCE

Invocation No.1

In his published notification dated October 27, 1894, Mirza wrote:

"In the end I beseech you, O God Almighty, All-knowing, if these predictions of mine, that Atham shall be drawn into fatal tortures and that Ahmad Baig's elder daughter shall ultimately come into Nikah of this humble self, are from Your side then reveal them in such a manner that it becomes a conclusive proof for the mankind and shuts the mouth of the inwardly blind envious people. And O God, if these predictions are not from Thine side then perish me with disgrace because I failed to attain my objective. Therefore, if in Your View, I am a driven outcast, accursed charlatan and one-eyed anti-Christ impostor, as my opponents have thought of me and that Benevolence of Yours is not with me which was with Your servant Ibrahim, and with Ishaq, and with Ismail, and with Yaqoob, and with Moosa and with Dawood, and with Masih bin Mariam, and with محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم the best of all prophets and with the eminent saints of the Ummah, then efface me and annihilate me contemptuously making me a target of never ending imprecations, curses, and make all my enemies happy and accept their

VERDICT ON QADIANIS

A Logical Approach

(SPECIAL PRESENTATION FOR THE YOUNG MEN OF TODAY)

By:
MAULANA MUHAMMAD YUSUF LUDHIANVI

Translated By
K.M. SALIM

Edited By
DR. SHAHIRUDDIN ALVI

Prediction No. 7

Mirza Qadiani wrote a letter to Qazi Nazar Hussain, Editor of *Qul Qul*, Bijnore, India. It was published in the Qadiani newspaper, *Badr*, dated 19th July, 1906. Its extract is given below:

> "My work for which I am standing in this ground is none other than that I will shatter the pillar of 'Isa-worship' (i.e. Jesus-worship) and will spread monotheism instead of Trinity and exhibit the eminence and dignity of the holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم to the world. Hence, if even crores of signs may appear from me but this real work does not come to pass through me, then I am a liar. Therefore, why is the world hostile to me and why does it not see my accomplishments? If I succeed in doing that work in Islam's support which ought to be done by the promised Masih and the promised Mahdi, then I am truthful and if nothing is achieved and I am dead, then let all be witness that I am a liar."

(Akhbar Badr, Qadian Number, Vol. 29, p.4, dated July 2-19, 1906; Qadiani Mazhab Section 7, No.39) Ref. No.15.

Ref. No. 15

Akhbar Badr, Qadian No., Vol. 29, 2-19 July, 1906, p.4; Ref. Qadiani Mazhab, Section 7, No. 39.

فصل ساتویں — قادیانی مذہب — ۳۷۱

نمبر ہو بنت ہیں پانچواں دن ہے جبتے لڑکے سے ملانے کے لئے چوتھا مہینہ اور چھ تھا دن رہ گیا۔ اس کی وجہ شاید یہ بھی ہو کہ مرزا صاحب کے نزدیک ایسے فرق کچھ قابل شمار نہیں سمجھے وہ بات نہیں جتنی ملاحظہ)

(۳۸) سچا جھوٹ } مولوی محمد علی مونگیری اور ان کے اعوان و انصار جن کی غرض اس صوبہ بہار میں بالخصوص یہ ہے کہ جس طرح ہو احمدیوں کے خلاف عوام کو بہکایا جائے۔ اپنے مضمونوں ٹریکٹوں اور نیز اپنے بیانات میں ہمیشہ عوام کو یہ دکھلاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اخبار بدر میں معاذ اللہ یہ جھوٹ لکھا ہے کہ جناب رسول مقبول صلعم کے یہاں بیٹے فوت ہوئے۔ ہر چند ان کو اچھی طرح سمجھایا گیا کہ یہ جھوٹ نہیں ہو سکتا اور کسی طرح اس پر جھوٹ کی تعریف صادق نہیں آتی۔ اور نیز لکھنے والے کی غرض ہرگز جھوٹ بیان کرنے کی نہیں ہے مگر عناد و تعصب نے انہیں سمجھنے کا کبھی موقع نہیں دیا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۲۲ء جلد ۹ ص ۹۳)

جھوٹا یا سچا } میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس مجھ سے دشمنی کیوں ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

بقیہ : تبصرۂ کتب

کی دیانت و ثقاہت پر اتنا ہی ہمارے اعتماد میں اضافہ ہوتا گیا۔ قادیانی کتب و جرائد کا کوئی ایک بھی حوالہ ایسا نہیں' جو اصل ماخذ کے دستیاب ہونے پر اس میں نہ ملا ہو۔

اس کی تخریج و تحقیق میں مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کیا گیا۔

۱..... قدیم قادیانی کتب کے حوالہ جات کے ساتھ جدید ایڈیشن کے حوالہ جات دیئے اور بالخصوص اس بات کا التزام کیا گیا کہ مرزا قادیانی کی کتب کے مجموعہ "روحانی خزائن" مطبوعہ ربوہ و لندن کے حوالہ جات بمع قید صفحہ و جلد لگادیئے گئے۔

۲..... قادیانی اخبارات و رسائل کے حوالہ جات پر پہلے صرف جلد' شمارہ اور تاریخ درج تھی۔ اب اس پر صفحات بھی لگادیئے ہیں تاکہ حوالہ کی تلاش کے لئے پورے شمارہ کو پڑھنے کی بجائے متعلقہ صفحہ دیکھ لیا جائے۔

۳..... جہاں کہیں کتابت کی غلطیاں تھیں' حتی المقدور ان کی تصیح کردی گئی۔ ۴..... سیرت المہدی کے حوالہ جات میں صفحہ نمبر کے ساتھ روایت نمبر درج کر دی گئی۔

۵..... جہاں کہیں غلطی کتابت کے باعث عبارت میں معمولی تغیر یا چھوٹ آگئی تھی' اسے درست کردیا گیا ہے۔

۶..... فاضل مصنف کئی بار بعض ناگزیر وجوہات کی بنیاد پر نئے عنوان سے ایک حوالہ کو مکرر لاتے تھے۔ چند ایک مقامات (پانچ یا چھ) پر عدم ضرورت کے باعث ان کو حذف کردیا گیا۔ (باقی تمام کو علیٰ حالہ باقی رکھا گیا تاکہ مصنف کی محنت ضائع نہ ہو)

۷..... فاضل مصنف نے عنوان کے ساتھ نمبرنگ کردی ہے اور فہرست میں صرف نمبرنگ کا حوالہ دیا ہے۔ ہم نے فہرست میں عنوانات کی نمبرنگ کو بھی علیٰ حالہ باقی رکھا لیکن اس کے آگے صفحات کے نمبر بھی لگادیئے۔

۸..... فاضل مصنف نے ضمیمہ جات کے عنوانات کی فہرست جو ضمیمہ سے پہلے لگائی تھی' ہم نے ان تمام ضمیمہ جات کے عنوانات کی فہرست کو بھی اصل فہرست کے ساتھ شامل کردیا ہے تاکہ فہرست پڑھنے والے شخص کے سامنے پوری کتاب بمعہ ضمیمہ جات کے عنوانات آجائیں۔

۹..... مرزا قادیانی کے اشتہارات کا مجموعہ پہلے تبلیغ رسالت کے نام سے دس حصوں میں شائع ہوا تھا۔ فاضل مصنف نے ان کے صفحات کے نمبر دیئے ہیں۔ اب ربوہ سے تبلیغ رسالت کے دس حصے "مجموعہ اشتہارات" کے نام سے تین جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔ ہم نے تبلیغ رسالت کے حوالہ جات کے ساتھ ساتھ مجموعہ اشتہارات کے صفحات بھی دے دیئے ہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے اقوال' جسے قادیانی ملفوظات یا ظلمات طیبات لکھتے ہیں' مصنف نے وہ مختلف رسائل و جرائد کے حوالہ جات سے نقل کئے تھے۔ اب خود قادیانیوں نے ملفوظات کا دس حصوں پر مشتمل مجموعہ شائع کردیا ہے۔ ہم نے مصنف کے اصل ماخذ کے ساتھ ملفوظات کے بھی حوالہ جات لگادیئے ہیں۔

یہ اور اس جیسی دیگر محنت و کاوش کے بعد اللہ رب العزت کے حضور شکر گزار اور فاضل مصنف کے حضور سرخرو ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس عظیم و ضخیم کتاب کی تخریج و تحقیق کی ذمہ داری سے سرفراز فرمایا۔ ہمارے خیال میں اب ہر لحاظ سے یہ جدید ایڈیشن کامل و مکمل ہے۔ آج ہی اس بار عظیم سے عہد برآ ہوئے اور آج ہی اسے اپنے مکرم بھائی محمد متین خالد صاحب کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے بھجوارہے ہیں۔ خدا کرے کہ اب کمپیوٹر کمپوزنگ' تصیح' طباعت و جلد بندی کے تمام مراحل جلد سے جلد مکمل ہوں تاکہ اسے حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم کی خدمت میں بھیج سکیں۔ افوض امری الی اللہ یااللہ! ہم سب کو اپنی رضا کی توفیق نصیب فرما۔ آمین بحرمۃ النبی الامی الکریم۔

فقیر اللہ وسایا (و رفقائے کار)

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان' پاکستان

۲۳- ۱۰- ۱۴۱۵ھ ۲۵- ۳- ۱۹۹۵ء

محترم ڈاکٹر محمد صدیق شاہ بخاری صاحب' رفیق محترم جناب رانا محمد طفیل صاحب جاوید و جناب جمال عبدالناصر صاحب نے پروف ریڈنگ کے لئے بھرپور معاونت فرمائی۔ حق تعالیٰ ان حضرات کی مساعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین۔

فقیر اللہ وسایا

۱۴- ۶- ۱۹۹۵ء

۱۳- ۱- ۱۴۱۶ھ

○

خدا کی زمین تنگ ہوجائیگی

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری زمانہ میں میری امت پر ان کے حاکموں کی جانب سے ایسے مصائب ٹوٹ پڑیں گے کہ ان پر خدا کی زمین تنگ ہوجائے گی' اس وقت اللہ تعالیٰ میری اولاد سے آ شخص (مہدی علیہ السلام) کو کھڑا کریں گے جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ پہلے ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی' ان سے زمین والے بھی راضی ہوں گے اور آسمان والے بھی' ان کے زمانہ میں زمین اپنی تمام پیداوار اگل دے گی آسمان سے خوب بارش ہوگی وہ ان میں سات یا آٹھ یا نو سال رہیں گے"۔

○

بارھواں انٹرنیشنل گولڈ میڈل انعامی تحریری مقابلہ

بعنوان: شہیدانِ ناموسِ رسالتؐ

(۱) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے زیرِ اہتمام **بارھواں** انٹرنیشنل گولڈ میڈل انعامی تحریری مقابلہ بعنوان **شہیدانِ ناموسِ رسالتؐ** منعقد ہو رہا ہے۔ اس انعامی مقابلے کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

(۲) اس **بارھویں** انٹرنیشنل گولڈ میڈل انعامی تحریری مقابلے کا عنوان ہے: **"شہیدانِ ناموسِ رسالتؐ"**

(۳) اوّل، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب امیدواروں کو بالترتیب **گولڈ میڈل، سلور میڈل، کانسی کا میڈل، خصوصی سند اور قیمتی کتابوں کا سیٹ** دیا جائے گا۔

(۴) **مقابلے میں شرکت کرنے والے ہر امیدوار کو ایک خوبصورت تعریفی سند پیش کی جائے گی۔**

(۵) اس کے علاوہ (۱۰) **خصوصی قیمتی انعامات** کتابوں کے دیے جائیں گے۔

(۶) مضامین کاغذ کے ایک طرف اور خوشخط تحریر کیے جانے چاہئیں۔

(۷) مضمون کم از کم دس صفحات اور زیادہ سے زیادہ پچاس صفحات پر مشتمل ہونا چاہیے۔ (کاغذ کا سائز بڑے صفحات پر مشتمل ہو)

(۸) مضامین کے آخر میں اپنا نام مع ولدیت، مکمل ایڈریس (ٹیلیفون نمبر اگر ہو) ضرور تحریر فرمائیں۔

(۹) جج صاحبان کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا جسے کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔

(۱۰) جس مضمون کے لیے کتاب سے مدد لی جائے اُس کا اور اُس کے مصنف کا نام ضرور تحریر ہونا چاہیے۔

(۱۱) مضامین بھیجنے کی آخری تاریخ **۳۰ جنوری ۱۹۹۶** ہے اس کے بعد آنے والے مضامین مقابلے میں شامل نہ ہوں گے۔

(۱۲) مضمون بھیجنے والے ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ اپنے مضمون کے ہمراہ سند اور لٹریچر کے ڈاک خرچ کے لیے دو (۲) روپے کے ڈاک ٹکٹ ضرور ارسال فرمائے۔

(۱۳) نتائج کی اطلاع ہر امیدوار کو بذریعہ سرکلر، اخبارات، ہفت روزہ ڈاک فیصل آباد اور ہفت روزہ ختمِ نبوت کراچی دی جائے گی۔
تقریبِ تقسیم انعامات مارچ ۹۶ء کو ننکانہ صاحب میں منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ع صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ ☎ 874812